اخلاقیات

کے بارے میں استاد شہیدمطہری سے ۱۱۰
سؤال

فہرست

پیش لفظ ٧

١۔ انسان کے کچھ ایسے افعال کی وضاحت کیجئے جنہیں اخلاق کہا جاتا ہے؟ ١٢

٢۔ اخلاقی اور عام کاموں میں کیا فرق ہے؟ ١٣

٣۔ کچھ مکاتب فکر اخلاق کو نہیں مانتے اورکہتےہیں کہ عقلمند انسان اخلاقیات کی جانب نہیں جاتا ایسا کیوں ہے؟ ١٤

٤۔ کون سے کام اخلاقی کہے جاتے ہیں؟ ١٥

٥۔ جب کوئی ہمارے ساتھ نیکی کرے تو ہمارا رد عمل کیسا ہو؟ ١٦

٦۔ کیا مسلمانوں کی خدمت اخلاقی عمل شمار ہوگی؟ ١٦

٧۔ ہماری اخلاقی کتب سے متعلق کچھ وضاحت کیجئے؟ ١٧

٨۔ صحیفہ سجادیہ کی مشہور دعا 'دعائے مکارم الاخلاق' کی کچھ تعارف کرائیے؟ ١٨

٩۔ انسان کے کام کس طرح باارزش اوراہم ہو جاتے ہیں؟ ١٩

١٠۔ کیا انسان کو بُرائی کا جواب بُرائی سے دینا چاہئے؟ ٢١

١١۔ بالغ نظر افراد سے متعلق امیر المؤمنین علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ ... ٢٢

١٢۔ کوئی اخلاقی کام مثلاً؟ ٢٢

١٣۔ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی اخلاقی سیرت کی کچھ وضاحت کیجئے؟ ٢٤

١٤۔ انسان کے لئے صالحین کا زیورپہننا کتنی اہمیت رکھتا ہے؟ ٢٥

١٥۔ یہ فرمائیے کہ معاشرہ میں اخلاقیات کیونکر پروان چڑھائی جا سکتی ہیں؟ ٢٥

١٦۔ کظم غیظ رسول خدا اور ائمہ اطہارعلیہم السلام کی سیرت رہی ہے اس کی کچھ وضاحت کیجئے؟ ٢٦

١٧۔ غصہ کو کیسے پیا جا سکتا ہے؟ ٢٦

١٨۔ مسلمانوں میں حسن ظن عام کرنے کا کوئی طریقہ بیان کیجئے؟ ٢٧

١٩۔ لوگوں کی برائیاں عام کرنے کے بارے میں قرآن مجید کا کیا ارشاد ہے؟ ٢٨

٢٠۔ مؤمن بھائی پر تہمت لگانے سے متعلق کچھ وضاحت کیجئے؟ ٢٩

٢١۔ غیبت کیوں حرام ہے؟ ٢٩

٢٢۔ غیبت کی کچھ اور وضاحت کیجئے؟ ٢٩

٢٣۔ ہم مسلمانوں کا کوئی عیب بتائیے؟ ٣٠

٢٤۔ کیا ہر قسم کی غیبت حرام ہے؟ ٣١

٢٥۔ کیا بُرے اور ظالم لوگوں کا تذکرہ غیبت شمار ہوگا؟ ٣١

٢٦۔ انسان اور اس کی فکر کس طرح پاک ومقدس ہو سکتی ہے؟ ٣٢

٢٧۔ اخلاقی مکاتب فکر کیونکر عالم وجود میں آئے؟ ٣٢

٢٨۔ کیا انسان کے ہرعمل کاایک مبدأ اور غایت ہوتی ہے؟ ٣٤

٢٩۔ کس کام کو اخلاقی کہا جاتا ہے؟ ٣٤

٣٠۔ کیا جملہ مذاہب دوسروں سے محبت پر یقین رکھتے ہیں؟ ٣٥

٣١۔ اپنی ذات کو پہچاننے سے انسان کو کیا فائدہ پہونچے گا؟ ٣٥

٣٢۔ معرفت اور شناخت کے اصول کتنے ہیں؟ ٣٦

٣٣۔ چاہنے اور محبت کرنے کے بارے میں گاندھی کاکیا نظریہ ہے؟ ٣٧

٣٤۔ محبت اور اچھے برتاؤ سے متعلق عیسائیت کا کیا نظریہ ہے؟ ٣٧

٣٥۔ کیا ہر محبت اخلاق ہے؟ ٣٨

٣٦۔ حکمت پر مبنی قانون خلقت نے انسان کو کیا دیا ہے؟ ٣٩

٣٧۔ کیا دائرۂ اخلاق غیر دوستانہ کی حدود سے ماوراء ہے؟ ٤٠

٣٨۔ دوسروں سے محبت کی مزید وضاحت کیجئے؟ ٤١

٣٩۔ انسانوں سے پیار کرنا اچھا ہے یا جانداروں سے جن میں انسان بھی شامل ہے؟ ٤١

٤٠۔ انسانوں سے پیارکا مطلب 'ہرانسان' سے پیار؟ ٤٢

٤١۔ اقدار سے نابلد انسان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ ٤٢

٤٢۔ کیا خدا نے انسان کو صحیح اور غلط کی نشاندہی کرادی ہے؟ ٤٣

٤٣۔ تقویٰ وپرہیزگاری اور معصیت وگناہ کی کچھ وضاحت فرمائیے؟....... ٤٤

٤٤۔ کیا انسان کے ذہن کی جملہ معلومات احساسات اور تجربات سے حاصل ہوئی ہیں؟ ٤٥

٤٥۔ کیا احساس سے قبل بھی ہمارے ذہن میں کچھ تھا یا نہیں ؟ ٤٦

٤٦۔ یہ فرمائیے کہ انسان کی عقل کتنے حصوں پر مشتمل ہے؟.............. ٤٦

٤٧۔ کیا اسلامی فلسفہ میں کمال اور سعادت کے باب میں گفتگو ہوئی ہے؟ . ٤٧

٤٨۔ یہ وضاحت کیجئے کہ اخلاق کا تعلق سعادت سے ہے یا کمال سے؟ ... ٤٧

٤٩۔ کیا بنیادی طور پر سعادت کو کمال سے علاحدہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ٤٨

٥٠۔ کائنات کے فلسفہ مرکزی نقطہ کیا ہے؟....................... ٤٩

٥١۔ کیا عقل نظری کی مدد سےانسان کےمختار ہونے کو ثابت کیا جا سکتا ہے؟ ٤٩

٥٢۔ کانت کیونکر اس نتیجہ تک پہونچا ہے کہ انسان آزاد ہے؟ ٥٠

٥٣۔ کیا اختیار کو اندرونی وباطنی حس کی مدد سے ثابت کیا جاسکتا ہے؟ . ٥٠

٥٤۔ دنیا کا اہم ترین فکری وفلسفی مسئلہ کون ساہے؟ ٥١

٥٥۔ انسانی ضمیر نفس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ ٥١

٥٦۔ کیا انسان اپنے مقصد کے حصول کے کسی بھی راستہ کا انتخاب کر سکتا ہے یا یہ کہ اسے کچھ قوانین کا پابند رہنا ہوگا؟ ٥٢

٥٧۔ کیاکانت کے مطابق عقیدہ اورایمان انسان کے وجود وضمیرکا حصہ ہے؟ ٥٣

٥٨۔ یہ فرمائیے کہ احساس ذمہ داری کسی یقین کا حامل ہوتاہے؟............ ٥٣

٥٩۔ کیا 'میں ہمیشہ باقی رہوں گا' پر ایمان خالق پر ایمان کا طالب ہے؟...... ٥٤

٦٠۔ روسو کی 'دل کی منطق' کیا ہے؟ ٥٤

٦١۔ کیا دل اور عقل کے دلائل ایک ہی طرح کےہوتےہیں؟.................. ٥٥

٦٢۔ کیا خدا کی پہچان کے دو ذرائع ہیں؛ عقل اور دل؟ ٥٥

٦٣۔ کیا انسان باطنی اور ضمیر کے تجزیہ وتحلیل کے ذریعہ خدا پر ایمان لا سکتا ہے؟ ٥٥

٦٤۔ کیا مصلحت آمیز جھوٹ شرانگیز سچ سے بہتر ہے؟........................ ٥٦

٦٥۔ مصلحت آمیز جھوٹ کی کچھ مزید وضاحت کیجئے؟ ٥٧

٦٦۔ مصلحت اور حقیقت کی بھی کچھ وضاحت کیجئے؟ ٥٨

٦٧۔ یہ فرمائیے کہ کون لوگ مصلحت آمیز جھوٹ کے سلسلہ میں پریشان رہتے اوراسے اپنے بچوں کے لئے ایک غلط اخلاق تصور کرتے ہیں؟.... ٥٩

٦٨۔ کیوں کچھ لوگ سعدی کے بیان کو گمراہ مانتے ہیں؟........................ ٥٩

٦٩۔ سعدی کے اشعار میں جو 'گبرو ترسا' کی لفظیں آئی ہیں ان کی کچھ وضاحت کیجئے؟.. ٦٠

٧٠۔ کیا انسان کاضمیر اس امر پر راضی ہوجاتا ہے کہ وہ ایسا جھوٹ بولے کہ جس کا نتیجہ کسی ظلم کی صورت میں سامنے آئے؟ ٦١

٧١۔ سچ اور سچائی کا فلسفہ واضح کیجئے؟ ٦١

٧٢۔ بے جا غیرت کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ ٦٢

٧٣۔ یہ بتائیے کہ ہم کیا کریں کہ ہماری روح کو جھوٹ بولنے کی عادت نہ پڑے؟ ٦٤

٧٤۔ نفع بخش جھوٹ اور مصلحت آمیز جھوٹ کا فرق بتائیے؟ ٦٤

٧٥۔ ذہن کو جھوٹ کا عادی ہونے سے بچانے کے لئے ایسے موقع پر کیا کیا جائے؟ ٦٥

٧٦۔ کیااخلاق خوبصورتی کے عنوان کے تحت آتا ہے؟ ٦٥

٧٧۔ آپ خوبصورتی کسے قرار دیتے ہیں؟ کیااعضاء کا ایک دوسرے سے تناسب خوبصورتی نہیں ہے۔ ٦٦

٧٨۔ یہ فرمائیے کہ کیا خوبصورتی کی تعریف ممکن ہے؟ ٦٧

٧٩۔ کیا خوبصورت شے سب کو خوبصورت محسوس ہوگی؟..................... ٦٧

٨٠۔ خوبصورتی میں نسبت کا مفہوم کیا ہے؟....................................... ٦٨

٨١: یہ فرمائیے کہ کیا خوبصورتی سے پیار آتا ہے یا پیار سے خوبصورتی؟ ٦٩

٨٢۔ خوبصورتی مطلق ہے یا نسبی؟... ٦٩

٨٣۔ کیا ہر خوبصورتی کے اندر کشش ہوتی ہے؟ ٧٠

۸٤۔کیا حسن فقط ظاہری ہوتا ہے یا کوئی چیز باطنی لحاظ سے بھی خوبصورت ہو سکتی ہے؟ ۷۱
۸۵۔حسن کی کتنی قسمیں ہیں؟ ۷۱
۸٦۔کبھی کوئی فصیح وبلیغ جملہ انسان کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے، ایسا کیوں ہوتاہے؟ ۷۲
۸۷۔کیا شعر انسان کو مدہوش یا آپے سے باہر کر سکتا ہے؟ ۷۲
۸۸۔کیا اخلاق ومذہب یکجا ہو سکتے ہیں؟.. ۷۳
۸۹۔یہ فرمائیے کہ کیا اسلام میں عبادت کے درجات ہیں؟ ۷۳
۹۰۔مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں لوگوں کی عبادت کتنی طرح کی ہے؟ ۷٤
۹۱۔انسان کی خدا پرست فطرت کی کچھ وضاحت کیجئے؟ ۷٤
۹۲۔مولائے کائنات نے کیا فرمایا کہ وہ خدا کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ ۷۵
۹۳۔کیا حقیقی عاشق صبر برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟............... ۷٦
۹٤۔روح کی کچھ وضاحت کیجئے؟.. ۷۷
۹۵۔کیا خدا نے ایک انسان کو مختلف صلاحیتیں دی ہیں؟ ۷۷
۹٦۔فرمائیے کہ کون سا مکتب فکر جامع ہے؟ ۷۸
۹۷۔خداوند کریم نے نفس سے جہاد کرنے والے شخص کے لئے کیا اجر رکھا ہے؟ ۷۸
۹۸۔حضرت یوسف اپنے نفس کو کیسے دیکھتے تھے؟.......................... ۷۹
۹۹۔کلمہ نفس کی کچھ وضاحت کیجئے؟.. ۷۹
۱۰۰۔کیا کہیں نفس کی تعریف بھی کی گئی ہے؟ ۷۹
۱۰۱۔کیا نفس کو برباد کرنے سے انسان کو کوئی بہتر شے ہاتھ آ جائے گی؟ ۸۰
۱۰۲۔سنت وحدیث کی روسے نفس کی کیا حیثیت ہے؟.......................... ۸۰
۱۰۳۔نفس کی کرامت اور عزت کیونکر حاصل ہو گی؟............................ ۸۱
۱۰٤۔کس طرح انسان خداکی سمت جا سکتا ہے؟ ۸۲
۱۰۵۔عزت کن لوگوں سے مخصوص ہے؟ ۸۲

١٠٦۔لوگوں کے ساتھ ہمارا رہن سہن کیسا ہو؟ ٨٢
١٠٧۔یہ فرمائیے کہ کیا شجاعت اور قوت بازو ایک ہی شے ہیں یا الگ الگ؟ ٨٢
١٠٨۔غیرت کے فوائد کیا ہیں؟ ٨٣
١٠٩۔کیاجملہ مذاہب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے انسان کو آزاد خلق کیا ہے؟ ٨٣
سوالات ٨٤

پیش لفظ

مذہب اور اخلاق کا ہمیشہ سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اخلاق اچھائیوں کی تعلیم دیتا اور برائیوں سے روکتا ہے۔ دوسری جانب دنیا کا ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو نیکیاں اختیار کرنے اور برائیوں سے دور رہنے کا حکم دیتا ہے۔ لہٰذا اگرکوئی شخص اچھائیوں اور برائیوں کو پہچان کر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اچھائیاں اختیار کرے اور برائیوں سے دوررہے تو وہ یقیناً بااخلاق ہے عملی اخلاق ہمیں دوسروں کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ سکھاتا ہے تاکہ ہم آخری مقصد خلقت تک رسائی حاصل کر سکیں۔ ہمیں اپنے آپ میں انسانی صفات پروان چڑھانا ہوں گی تاکہ اچھے اور برے میں تمیز کی صلاحیت پیدا ہوجائے۔

اسلامی اخلاقی ایک مذہبی اخلاق ہے اور ہمارا مذہبی نظام وحی الٰہی پر مبنی ہے لہٰذاہمارے پاس اخلاقیات سے تعلق رکھنے والے جملہ احکام و فرامین خداوند متعال کی جانب سے ہم تک پہونچے ہیں۔

اخلاقی صفات ہم حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت میں ملاحظہ کر سکتے ہیں:

۱۔ تقویٰ اور ذات کی تعمیر

۲۔ زہد اور سادہ زندگی

۳۔ عبادت

۴۔ زیارت اور توسل

۵۔ تواضع اور انکساری

۶۔ سیروسلوک اور روحانی مقام ومنزلت

۷۔ صاحب کرامات

یہ صفات اگر کسی میں پیدا ہو جائیں تو وہ قرب الٰہی کے مقام تک پہونچ سکتا ہے۔

معاشرہ بھی اسی وقت باقی رہ سکتا ہے جب لوگوں کی زندگی اخلاقیات کے معیار پر پوری اترتی ہو، اخلاقی قدریں عام ہوں اور قدم بقدم ان کا خیال رکھا جاتا ہو۔

ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنا ایک نیک اور اچھا کام ہے جسے رسول خدا اور ائمہ طاہرین علیہم السلام بہت پسند کرتے تھے۔ امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام ہمیشہ محتاجوں کی ضروریات پوری کرتے اور نیک امور میں ہراول رہتے۔ آپ غلاموں اور نوکروں کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہونچاتے تھے اور نہ دوران گفتگو دوسرے کی قطع کلامی کرتے تھے۔ چنانچہ اگر کوئی بہترین اخلاق اختیار کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ رسول اکرم

اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زندگی کا پوری طرح مطالعہ کرکے ان کی سیرت پر چلنا شروع کردے۔

اخلاق کا تعلق انسان کے دل سے بھی ہو سکتا ہے اور بدن کے کسی حصہ سے بھی۔ مثال کے طور پرہمدردی اور حسد کا تعلق دل سے اور سچ اور جھوٹ کا تعلق بدن کے ایک حصہ یعنی زبان سے ہے۔

انسان کو ہمیشہ خود کواخلاقی فضائل وکمالات سے مزین رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص سچائی اختیار کرنا اورسچا بننا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک عرصہ تک جھوٹ سے دور رہے تاکہ سچائی اور سچ بولنا اُس کا ملکہ ہو جائے۔ مطلب یہ ہوا کہ کسی بھی نیک صفت سے مزین ہونے کے لئے اس کی ضدپر کنٹرول کرنا اور اسے لگام دینا ہوگی اور یہی کام سخت اور دشوار ہے۔ اخلاقی فضائل و کمالات حاصل کرنا فرد اور معاشرہ دونوں کے نفع میں ہے۔ اخلاقیات اور اخلاقی فضائل ہی فرد اور معاشرہ کی ترقی کا باعث ہیں۔

بعض اخلاقی فضائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سچائی اور سچ بولنا

۲۔ امانتداری

۳۔ شجاعت اور بہادری

۴۔ سخاوت اور بخشش

۵۔غیرت وخودداری

۶۔تعاون

۷۔ہشاش بشاش رہنا

۸۔نظم وضبط

۹۔بدعنوانی سے مقابلہ

۱۰۔صفائی کا خیال رکھنا

۱۱۔معتدل مزاجی

۱۲۔عدل وانصاف

۱۳۔مدبّر ہونا

۱۴۔عفو ودرگذر

۱۵۔ تقویٰ اور پرہیزگاری

۱۶۔ سائنس وٹکنالوجی (اختیار کرنا اور آگے بڑھانا)

۱۷۔الفت ومحبت

زیر نظر کتاب میں ہم نے کچھ اخلاقی مسائل پر گفتگو کی ہے اور اپنے سوالات حضرت آیت اللہ مطہری سے پوچھے ہیں۔

جوابات آپ کی کتاب فلسفہ اخلاق سے مأخوذ ہیں۔

۱۔انسان کے کچھ ایسے افعال کی وضاحت کیجئے جنہیں اخلاق کہا جاتا ہے؟

ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ انسان کے کچھ افعال اخلاق کہے جاتے ہیں ایسے میں سوال یہ ہے کہ ان میں اور دیگر افعال میں کیا فرق ہے یا یہ کہ کسی فعل کے اخلاقی ہونے سے کیا مراد ہے؟ کب کسی انسان کو بااخلاق کہا جاتا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ابتدا میں تو یہ سوال بہت ہی آسان لگتا ہے لیکن جب انسان اس کی تہ میں جاتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ اس بات کا جواب کہ کسی فعل کے اخلاقی ہونے کا راز کیا ہے آسان نہیں بلکہ فکری وفلسفی لحاظ سے انتہائی سخت اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ہزاروں سال سے فلاسفہ اس پر غور کررہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی متفقہ رائے پیش نہیں کر سکے ہیں۔ ہم قبل اس کے کہ کسی اخلاقی مکتب میں کسی فعل کے اخلاقی ہونے کا معیار ذکر کریں، یہ بتائیں کہ افلاطون کا اس سلسلہ میں کیا کہنا ہے، ارسطو نے کیا کہا ہے، اپیکورکا کیا نظریہ ہے، غزالی کا کیا بیان ہے یا ماڈرن دنیا میں یوروپین فلاسفر کیا کہتے ہیں، اس سلسلہ کے کچھ واضح امور پر روشنی ڈالیں گے اس کے بعد اس کی تفسیر کریں گے۔ اس لئے کہ اخلاقی فعل کا موقع ومحل واضح ہونے سے قبل کسی طرح کی وضاحت مفید نہیں ہے۔ اس سے پہلے ہم کچھ مسلم اخلاقی اصولوں پر روشنی ڈال چکے ہیں مثلاً؛ ایثار یعنی دوسرے کو خود پر ترجیح دینا، خود کو زحمت دے کر دوسروں کو آرام پہونچانا۔ اس کی ہم اسلامی وغیر اسلامی مختصر تاریخ بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح ہم

نے اخلاقیات کی ایک اور مثال ذکر کی تھی؛ دردمندوں کے ساتھ ہمدردی۔ مزید اسی طرح کی مثالیں ذکر کرنا چاہتے ہیں تاکہ موضوع پوری طرح واضح ہوجائے۔ مثالیں ذکر کرنے سے قبل یہ بتانے کے لئے کہ اس موضوع کی اہمیت کس قدر ہے ہم ایک اور بات عرض کرنا چاہیں گے۔

۲۔ اخلاقی اور عام کاموں میں کیا فرق ہے؟

جن کاموں کو ہم اخلاقی کہتے ہیں ان میں اور عام کاموں میں فرق یہ ہے کہ اخلاقی کام لائق تعریف ہیں یعنی انسان ان کاموں کو اہمیت دیتا ہے۔ ایک عام اور اخلاقی کام میں فرق یہ ہے کہ اخلاقی کام کو ہر انسان کا ضمیر اچھا سمجھتا ہے ، اہم قرار دیتا ہے، انسان اس کام کو قیمتی سمجھتا ہے لیکن قیمت کا مطلب بھی یہ نہیں کہ جیسے ایک مزدور کے کام کی قیمت ہوتی ہے، مادی قیمت، کام کرتا ہے اور اس کےبدلے اسے پیسے یا کوئی چیز ملتی ہے۔ اس طرح کی قیمت نہیں بلکہ ان ساری قیمتوں سے ماوراء ومافوق قیمت جس کا اندازہ مادی چیزوں یا پیسے سے لگایا ہی نہیں جا سکتا۔ جو سپاہی دوسروں کے لئے اپنی جان قربان کر دیتا ہے اس کا کام قیمتی ہے لیکن اس کی مادی قیمت ہم نہیں طے کر سکتے۔ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں کہ فلاں عملہ کا کام پچیس روپیہ گھنٹہ ہے، مستری کا گھنٹہ بھر کاکام اسی روپے کا ہے، انجینئر کا ایک سو پچاس روپے کا، اور کسی ڈاکٹر وغیرہ کا مثلا پانچ سو روپے کا اسی طرح مثلاً کوئی ٹیم آئی اور اس نے تیل کے کنویں میں لگی آگ بجھا دی تو

ایسی صورت میں اسے پانچ ہزار روپے گھنٹہ کے حساب سے اجرت دی گئی۔ مطلب یہ کہ ان سارے کاموں کی پیسے کے ذریعہ قیمت طے کی جاسکتی ہے۔ اخلاقی کاموں کی انسان کے ضمیر میں ایک اہمیت اور قیمت ہوتی ہے لیکن اس کااندازہ کسی بھی مادی پیمانہ میں سما نہیں سکتا، یہ مادی قیمتوں سے ماوراء ہے۔ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے واقعات ہم بیان کرتے رہتے ہیں تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مولا کے فلاں کارنامہ کا اندازہ لگائیے کتنے کروڑ روپے کا ہے ، کتنے ارب ڈالر کا ہے ؟ نہیں کہہ سکتے تو پتہ چلا کہ روپے اور ڈالر میں حساب کیا ہی نہیں جا سکتا مطلب یہ کہ کارناموں کی قیمت ہے لیکن اس کی نوعیت الگ ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ انسان کے کچھ کام ایسے ہیں جن کی اہمیت وقیمت کا ہرضمیر گواہ ہے لیکن وہ قیمت مادی قیمتوں سے بالکل الگ ہے۔

۳۔ کچھ مکاتب فکر اخلاق کو نہیں مانتے اورکہتےہیں کہ عقلمند انسان اخلاقیات کی جانب نہیں جاتا ایسا کیوں ہے؟

ایسے مکاتب فکر جو اس مسئلہ کا تجزیہ نہیں کر سکتے ان میں سے بہت سے بہت ڈنگے کی چوٹ پر بغیر کسی شرم وحیا کے اخلاق کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اخلاق بے کار چیز ہے، اخلاقی کام کرنا بیوقوفی ہے، عقلمند انسان اخلاقیات کے پیچھے نہیں پڑتا، خوشی اور لذت حاصل کرنا چاہتا ہے اوردنیا میں فائدہ اٹھانے اور مزہ کرنے کے علاوہ کوئی شے عقلی یا منطقی نہیں ہے۔ بہرحال ہم کہتے ہیں کہ یہ

پھر بھی بہتر ہے اس لئے کہ کم سے کم یہ تو کہتےہیں کہ ہمارا ایک مکتب فکر ہے جس سے ہم اسی نتیجہ تک پہونچتےہیں لیکن اس کے برخلاف دنیا میں بہت سارے مکاتب فکر ایسے ہیں جو جن کا تصور کائنات، فلسفہ، بنیاد اور افکار اسی نتیجہ تک پہونچاتی ہیں لیکن ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ کہتے ہیں کہ ہم بھی اخلاقی اقدار کے قائل ہیں لیکن انہیں کس مکتب فکر کے تحت اپنایا جائے گا۔

٤۔ کون سے کام اخلاقی کہے جاتے ہیں؟

یہ اپنی جگہ خود ایک مسئلہ ہے۔ سرکار دوعالم   کی حدیث بھی ہے "ثلاث من مکارم الاخلاق: تصل من قطعک وتعطی من حرمک وتعفو عمن ظلمک"۔ کسی نے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی کی البتہ یہاں ممکن ہے وہ زیادتی سماج اور معاشرہ کے ساتھ بھی زیادتی شمار کی جائے مثلاً کوئی آپ کو مارڈالے تو یہ زیادتی اور جرم آپ کے ساتھ ساتھ معاشرہ سےبھی تعلق رکھتا ہے لیکن جب کوئی آپ کے ساتھ کوئی زیادتی کرے اور اس زیادتی کا تعلق بس آپ کی ذات سے ہو سماج سے کوئی ربط نہ ہو؛ کسی نے آپ پر کوئی تہمت لگائی ہے، جھوٹاالزام لگایا ہے، آپ کی غیبت کی ہے یا معاشرہ ہی سے تعلق رکھنے والا کوئی جرم کیا ہے لیکن اس کی حیثیت اجتماعی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور بس آپ سے مربوط ہے و ایسی صورت میں آپ عفو ودرگذر کرتے ہیں، وہ معافی مانگتا ہے اورآپ معاف کر دیتے ہیں تو یہ عمل اخلاقی ہے ، غیر معمولی ہے، بہادرانہ ہے۔

۵۔جب کوئی ہمارے ساتھ نیکی کرے تو ہمارا رد عمل کیسا ہو؟

جب کوئی ہمارے ساتھ نیکی کرے تو ایسی صورت میں ہمارا ردعمل دو طرح کا ہو سکتا ہے؛ ایک یہ کہ جب کام نکل گیا تو بیڑا پار ہے، کوئی توجہ ہی نہ رکھیں، کوئی مطلب ہی نہ رکھیں، بھول جائیں اور دوسرے یہ کہ زندگی بھر وفادار رہیں، اس کی کی ہوئی نیکی کو نہ بھولیں، شکریہ ادا کریں، وفاداری کا ثبوت دیں، بیس سال بعد بھی اگر اس شخص کو کسی چیز کی ضرورت پڑے تو 'ھل جزاء الاحسان الّا الاحسان' (جو کہ خود ایک فطری اخلاقی قانون ہے اور اس کا قرآن کریم نے بھی تذکرہ کیا ہے) کی روشنی میں اس کی نیکی کا بدلہ دینے لگے۔ یہ خود ایک اخلاقی عمل ہے۔

٦۔کیا مسلمانوں کی خدمت اخلاقی عمل شمار ہوگی؟

کہتے ہیں کہ سری سقطی نامی ایک عارف کہا کرتا تھا 'میں تیس سال سے ایک الحمد للہ کہنے اور ایک بار خدا کاشکر ادا کرنے پر توبہ واستغفار کررہا ہوں (انی استغفر اللہ منذ ثلاثین سنۃ لقولی الحمد للہ) لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا 'میری بغداد میں دکان تھی (یہ واقعہ سعدی نے بھی ایک نظم میں بیان کیا ہے) ایک بار خبر ملی کہ بغداد کے فلاں بازار میں آگ لگنے سے پورا بازار جل گیا ہے۔ میری دکان بھی اسی بازار میں تھی۔ میں دوڑا دوڑا گیاکہ دیکھوں کہ میری دکان بھی جلی ہے یا نہیں۔ ایک شخص نے بتایا کہ نہیں

آگ تمہاری دکان تک نہیں پہونچی میں نے کہا الحمد لله! اس کے بعد سوچا اور اپنے آپ سے کہا کیا دنیا میں صرف تمہیں رہتے ہو؟ آگ چار دکانیں جلائی ہیں جن میں تمہاری دکان شامل نہیں ہے، جلنے والی دوسروں کی ہیں۔ اب تم کہہ رہے ہو الحمد لله تو اس کامطلب یہ ہوا کہ الحمد لله میری دکان نہیں جلی دوسرے کی جل گئی یعنی میں اس پر خوش ہوں کہ دوسرے کی دکان جلے لیکن میری نہ جلے۔ اس کے بعد اپنے آپ سے کہا 'اولایتهتم للمسلمین سری!' سری تمہیں مسلمانوں کی کوئی فکرنہیں ہے (سرکار دوعالم کی اس حدیث کی جانب اشارہ ہے جس میں آپ فرماتے ہیں "من اصبح ولم یهتم بأمور المسلمین فلیس بمسلم" یعنی جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اسے مسلمانوں کے حالات کی کوئی پرواہ نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے) اور اب تیس سال سے میں اسی الحمد لله کہنے پر توبہ واستغفار کر رہا ہوں۔

۷۔ہماری اخلاقی کتب سے متعلق کچھ وضاحت کیجئے؟

امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہ السلام سے منقول صحیفہ سجادیہ کی دعائیں سند اور متن دونوں لحاظ سے نہایت معتبر ہیں۔ شیعہ علما صدر اسلام سے ہی اس کتاب کی جانب توجہ دیتے آئے ہیں۔ قرآن کریم کے بعدفقط یہی مجموعہ (دعاؤں کا) پہلی صدی کے اواخر اور دوسری صدی کے اوائل سے کتاب کی صورت میں دستیاب رہا ہے۔ نہج البلاغہ بھی اہم کتاب ہے لیکن نہج البلاغہ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے وہ خطبے، خطوط اور

اقوال ہیں جو لوگوں کے درمیان متفرق تھے اور انہیں چوتھی ہجری صدی میں سید رضی نے جمع کر کے مستقل کتاب کی شکل دی ۔اصول کافی بھی چوتھی صدی میں کتاب شکل میں سامنے آئی۔اصول کافی سے قبل بھی مصحف فاطمہ سلام اللہ علیھااور کتاب علی علیہ السلام جیسی کتابیں رہی ہیں جن کا ائمہ طاہرین علیھم السلام تذکرہ کرتے رہے ہیں لیکن اِ س وقت موجود نہیں ہیں لہٰذا قرآن کریم کے بعد سب سے پرانی شیعہ کتاب جو شروع سے ہی کتاب کی صورت میں موجود تھی اور آج بھی دستیاب ہے صحیفہ سجادیہ ہی ہے۔امویوں کے ساتھ جنگ کے دوران شہادت کے وقت زید ابن علی ابن الحسین علیھم السلام کے پاس یہی کتاب تھی جو آپ نے کسی کو سپرد کر دی پھر اس کے دو نسخے موجود تھے۔یہ باتیں صحیفہ سجادیہ کے شروع میں لکھی ہوئی ہیں۔

٨۔صحیفہ سجادیہ کی مشہور دعا 'دعائے مکارم الاخلاق' کی کچھ تعارف کرائیے؟

صحیفہ سجادیہ میں بہت سی دعائیں ہیں سردست میں اس کتاب کی عظمت نہیں بیان کرنا چاہتااس سے میں اپنے موضوع سے دور ہوجاؤں گا۔بہرحال صحیفہ سجادیہ کی ایک دعا ہے 'دعائے مکارم الاخلاق' یعنی اخلاقی فضائل ودرجات کی دعا۔اس سے پہلے میں سرکار ختمی مرتبت کی ایک حدیث بیان کی تھی جس میں اہل سنت کی روایت کے مطابق آپ فرماتے ہیں 'بعثت لأتمم مکارم الاخلاق' اس

کی جگہ شیعوں کی روایت ہےآنحضرت نے فرمایا 'علیکم بمکارم الاخلاق فأِنّ ربّی بعثنی بھا' میرا خیال ہے کہ شاید دونوں ہی طرح سے سرکار نے ارشاد فرمایا ہوگابہرحال مفہوم ایک ہی ہے۔تو اس دعا کا نام دعائے مکارم الاخلاق ہے۔نام کی وجہ شاید دعا میں موجود یہ جملہ ہو 'وھب لی معالی الاخلاق'۔اگر ان راتوں میں موقع ملے تو بہت مناسب رہے گا کہ ہم اس دعا کے کچھ فقرے آپ کے سامنے پڑھیں۔اس لئے کہ اسلام جیسے مکتب اخلاق کے تعارف کا ایک بہترین ذریعہ دعائے مکارم الاخلاق ہے ۔اور میری بھی برسوں سے اس دعا کا فارسی میں ترجمہ اور مختصر سی تفسیر لکھنے کی تمنا ہے، اس عظیم دعا کی باریکیاں بیان واضح کروں اور اپنے فارسی بولنے والے برادران کی خدمت میں پیش کروں ، یہ میری آرزو ہے۔دعا ہے کہ خدا مجھے اس کام کی توفیق دے، خود حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کی ذات گرامی خدا سے درخواست کریں کہ اس بندہ ناچیز کو اس کار خیر کی توفیق مل جائے۔

۹۔انسان کے کام کس طرح باارزش اوراہم ہو جاتے ہیں؟

جس دعا کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے اس کا ہر حصہ صلوات سے شروع ہوتا ہے۔رسول خدا اور ان کی آل پر صلوات پھر چند دعائیں پھر صلوات پھر چند دعائیں ۔ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں:

امام سجاد   بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں "الھم صلّ علیٰ محمد وآلہ وسددنی لأن اعارض من غشنی بالنصح" پالنے والے محمد وآل محمدعلیھم السلام پر درود بھیج اور مجھے توفیق دے کہ میں ان لوگوں سے بدلہ لوں جو مجھے دھوکہ دیتے ہیں، بظاہر دوستی رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں میں دشمنی کرتے ہیں۔ ان دوستوں سے بھی بدلہ لوں جنہوں نے مجھ سے دوری اختیار کر لی ہے جو اب ملتے بھی نہیں ہیں لیکن کیسے بدلہ لوں؟ جنہوں نے مجھ سے دوری اختیار کی یا مجھ سے بھلائی نہیں کر رہے ہیں میں ان کے ساتھ نیکی کروں۔

"وایثب من حدمنی بالبذل " جس نے مجھے کچھ دینے سے انکار کیا ہے میں اسے اس کا بدلہ کچھ دے کر لوں۔ "وأکافی من قطعنی بالصلۃ" اور جس نے مجھ سے تعلقات ختم کر لئے ہیں، جن اعزا واحباب نے رشتہ قرابت یا رشتہ محبت توڑ لیا ہے ان سے میں اس طرح بدلہ لوں کہ ان سے جا ملوں، انہوں نے کاٹا ہے تو میں جوڑ دوں۔ میری جانب سے بدلہ یہ ہو کہ انہوں نے کاٹا ہے تو میں سی دوں، انہوں نے تعلقات توڑے ہیں تو میں جوڑ دوں۔ "واخالف من اغتابنی الیٰ حسن الذکر" جو میری غیبت کرتے ہیں، پیٹھ پیچھے میری برائی کرتے ہیں(خدایا توفیق دے) کہ میں ان کی مخالف کروں لیکن مخالفت اس طرح ہو کہ اپنی غیبت کرنے والوں پیٹھ پیچھے ہمیشہ اچھائی بیان کروں۔ "وأن اشکر الحسنۃ

واغضبی من السیَّۃ" لوگوں کی نیکی پر ان کا شکریہ ادا کروں لیکن برائیوں سے چشم پوشی کر لوں۔

۱۰۔ کیا انسان کو بُرائی کا جواب بُرائی سے دینا چاہئے؟

خواجہ عبد اللہ انصاری نے ایک جگہ کہا ہے، شاید اپنی تعریف کی ہے لیکن بہرحال وہ ایک عارف اور اونچی شخصیت تھے۔ کہتے ہیں 'بدی را بدی کردن سگساری است' کسی نے ہماری ساتھ بُرائی کی ہے ہم برائی کا جواب برائی ہی سے دیں تو یہ کتوں کا طریقہ ہے اس لئے کہ کتا اگر دوسرے کتے کو کاٹ لیتا ہے تو جواب میں دوسرا بھی پہلے والے کو کاٹتا ہے۔ 'نیکی را نیکی کردن حزکاری است' اگر کوئی بھلائی کے بدلہ میں بھلائی کرے تو یہ بھی کوئی کمال نہیں ہے۔ پتہ نہیں آپ نے دیکھا ہے یا نہیں میری طرح جس کا تعلق گاؤں سے ہے اس نے ضرور دیکھا ہوگا کہ جب ایک گدھا دوسرے گدھے کو کھجلاتا ہے تو جواب میں وہ بھی فوراً پہلے والے کو کھجلانے لگتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ دوسرا اس کا کندھا سہلا رہا ہے تو اسے اچھا لگ رہا ہے لہٰذا وہ بھی دوسرے کا کندھا سہلانے لگ جاتا ہے۔ 'بدی را نیکی کردن کار خواجہ عبداللہ انصاری است' چوتھا جملہ میں بڑھا دیتا ہوں کہ 'نیکی را بدی کردن کار مامردم ایرانی است'۔

۱۱۔ بالغ نظر افراد سے متعلق امیر المؤمنین علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

مولائے کائنات حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے منسوب دیوان میں ایک شعر ہے 'وذی سفہ یواجھنی بجھل واکراہ أن اکون لہ مجیباً' سفیہ کے معنی پاگل کے نہیں ہوتے۔ مطلب یہ کہ جو شخص کی فکر بلند اورہدف ومنزل معین ہو اس کی معاشرہ میں ایک حیثیت ہو جاتی ہے اور اب عفو ودرگذر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ 'واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً' حضرت علی فرماتے ہیں 'وذی سفہ یواجھنی بجھل' بہت سے ایسے لوگ جو فکری طور پر نابالغ ہونے کی وجہ سے مجہ سے جہالت ونادانی سے پیش آتے ہیں، میری برائی کرتے ، مجھے برابھلا کہتے ہیں 'واکرہ من أن أکون لہ مجیباً' مجھے ان کا جواب دینے میں کراہیت محسوس ہوتی ہے۔ 'یزید سفاھہ وازید حلماًکعود زاد فی الاھداق طیبا' ایسا کئی بار ہوتا ہےکہ وہ اپنی کم عقلی، جہالت اوربرائی میں اضافہ کرتا رہتا ہے تو میں اپنی بردباری میں اضافہ کرتا رہتا ہوں اس عود کی طرح جسے آگ میں ڈال دینے کے بعد جتنی آگ زیادہ جلے گی اس کی خوشبو میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوتا جائے گا۔ مطلب یہ کہ حلم بھی اخلاقی اقدار کا حصہ ہے۔

۱۲۔ کوئی اخلاقی کام مثلاً؟

مالک اشتر کا واقعہ آپ سب نے سن رکھا ہوگا۔ آپ بڑے لحیم شحیم جسم کے مالک تھے ۔ ایک بار آپ کوفہ کے بازار سے

گذررہے تھے تو لکھا ہے کہ ایک بازاری لڑکے نے جوآپ کو نہیں جانتا تھا کچھ اٹھاکر مثلاً کوڑا وغیرہ اٹھاکر آپ کے سر اور چہرہ پر پھینک دیا۔ آپ نے کوئی توجہ ہی نہ دی اور آگے بڑھ گئے جب آگے بڑھ گئے تو کسی نے اس بازاری لڑکے سے کہا کہ یہ جن کی تم نے توہین کی اور مذاق اڑایا ہے جانتے ہو کون تھے؟ کہنے لگا نہیں کون تھے؟ جواب ملا 'علی ابن طالب کے لشکر کے سردار امیر الجند مالک اشتر۔ لڑکا کانپنے لگااور بھاگا کہ قبل اس کے وہ میرے بارے کوئی فیصلہ لیں میں جا کر ان سے معافی مانگ لیتا ہوں ۔قریب پہونچ کر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا اس کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ آپ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگے، دو رکعت نماز کی نیت کر لی لڑکا رکا رہا کہ نماز تمام ہو جائے جب انہوں نے سلام پھیرا تو لڑکے نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا کہ میں وہی بدتمیز اور بے ادب ہوں جس نے آپ کی شان میں گستاخی کی ہے، میں آپ کو جانتا نہیں تھا معاف کر دیجئے وغیرہ وغیرہ۔ مالک بولے قسم خدا کی میرا مسجد میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھامیں کہیں اور جارہا تھا خدا کی قسم میں مسجدمیں اسی لئے آیا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر تمہارے حق میں دعا کروں خدا تمہارا گناہ معاف کر دے اور تمہاری ہدایت کردے۔

اس عمل کو آپ کیا کہیں گے؟ ایک انتہائی اعلیٰ اخلاقی قدر جوائمہ طاہرین علیہم السلام نے تعلیم دی ہے۔ اس طرح کے واقعات ما شاء اللہ بہت ہیں۔

۱۳۔ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی اخلاقی سیرت کی کچھ وضاحت کیجئے؟

ایک مشہور واقعہ امام حسن علیہ السلام سے بھی منسوب ہے اور امام حسین علیہ السلام سے بھی۔ میں جو روایت آپ کے سامنے نقل کرنے جا رہا ہوں یہ امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے۔ ایک بار عصام ابن المصطلق نامی شام کا ایک شخص مدینہ آیا۔ مدینہ کی مسجد میں اس کی نگاہیں ایک ایسے شخص پر جا رکیں جس کے چہرہ سے ہیبت وجلال ساطع تھا، پوچھا یہ وہاں بیٹھا کون ہے ؟ کسی نے بتایا حسین ابن علی علیہما السلام۔ بس جیسے ہی سنا حسین ابن علی (علیہما السلام) زبان سے نکلا قربۃ الیٰ اللہ چلتا ہوں انہیں دوچار گالیاں دے کر آؤں۔ اس کے بعد آیا اور آپ علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر پوری ڈھٹائی سے جناب امیر اور آپ کو گالیاں دینے لگا؛ آپ لوگوں نے اسلام کو برباد کر دیا ہے، آپ لوگ (معاذ اللہ) منافق ہیں وغیرہ وغیرہ۔ امام علیہ السلام نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا اور سمجھ گئے اس شخص کو بہکایا گیا ہے جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو آپ علیہ السلام فرمایا 'تم شام سے ہو؟' اس نے کہا 'ہاں'۔ آپ نے پھر ایک جملہ فرمایا جو عربی میں مہاورہ ہے 'شنشنہ اعرفها من اخزم'۔ جانتا ہوں شام کے لوگ اسی طرح کے ہیں۔ تو تم ہمارے شہر میں پردیسی ہو، ہمارے مہمان ہو، چلو گھر چلو ہمارے مہمان بن کے رہو، ہم تمہاری خدمت تواضع کریں گے، اگر زادراہ کم ہے تو وہ بھی دیں گے۔ اس آدمی کا بیان

ہے (یہ سب سنتے ہی مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی) کہ چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اوراس میں گھس پڑوں۔

١٤۔انسان کے لئے صالحین کا زیورپہننا کتنی اہمیت رکھتا ہے؟

صحیفہ سجادیہ کی ایک دعا کی کچھ عبارتیں میں نے آپ حضرات کے سامنے پڑھی ہیں جن میں نہایت اعلی اخلاقی اقدار کا ذکر ہے مزید کچھ عبارتیں پڑھتا ہوں۔وہی جہاں تک پہلے پڑھا تھا اسی کے آگے ہے آپ دوبار محمد وآل محمد علیهم السلام پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور اس کے بعد خداوند متعال سے عرض کرتے ہیں 'وحلنی بحلیۃ الصالحین والبسنی زینۃ المتقین' پالنے والے! مجھے صالحین کے زیور سے زینت دے اور پرہیزگاروں کا لباس پہنا۔ ان جملوں میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ صالحین کا زیور اور پرہیزگاروں کا لباس کیا چیز ہے؟

١٥۔یہ فرمائیے کہ معاشرہ میں اخلاقیات کیونکر پروان چڑھائی جا سکتی ہیں؟

ہمارے نزدیک صالح اور پرہیزگار کے معنی کچھ اور ہیں اور امام سجاد علیہ السلام جویہاں وضاحت فرما رہے ہیں اس کا مفہوم کچھ اور ہے؛ 'حلنی بحلیۃ الصالحین والبسنی زینۃ المتقین فی بسط العدل وکظم الغیظ واطفاء النائرۃ وضم اهل الفرقۃ واصلاح البین وافشاء العارفۃ وستر العائبۃ ولین العریکۃ

وخفض الجناح'۔ پالنے والے! مجھے صالحین کے زیور سے زینت دے اور پرہیزگاروں کا خوبصورت لباس پہنا۔ اس کے بعد(اس مقصد سے کہ لوگ سمجھ جائیں کہ صالحین کی زینت اور پرہیزگاروں کے لباس سے مراد کیا ہے) فرماتے ہیں 'فی بسط العدل' عدل وانصاف پھیلانے میں یعنی صالحین کی زینت اور پرہیزگاروں کا لباس یہ ہے کہ یہ حضرات عدل وانصاف پھیلاتے ہیں 'وکظم الغیظ' اور دوسرے یہ کہ غصہ کو پی جاتے ہیں مجھے بھی جب غصہ آئے تو اس پر قابو پا سکوں، غصہ کو پی جاؤں۔

۱۶۔ کظم غیظ رسول خدا اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت رہی ہے اس کی کچھ وضاحت کیجئے؟

جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو اس کے اندر ایک نفسیاتی کشیدگی پیدا ہوجاتی ہے اسی کشیدگی کے خاتمہ کا نام کظم ہے بالکل ایسے ہی جیسے ٹیومر کو بجلی کی مدد سے پگھلایا جاتا ہے۔ روحانی اعتبار سے کظم غیظ یہ ہے کہ انسان نہ صرف یہ کہ غصہ کے مطابق کوئی قدم نہ اٹھائے بلکہ ایسا کچھ کرے کہ وہ نفسیاتی کشیدگی دل سے ایسے ختم ہوجائے جیسے برف پگھل کر پانی ہو جاتی ہے۔

۱۷۔ غصہ کو کیسے پیا جا سکتا ہے؟

پرہیزگاروں کی زینت اور صالحین کا زیور غصہ کو پی جانا ہے 'واطفاء النائرہ' جہاں کہیں بھی آگ لگی ہو(واضح ہے کہ

یہاں پرآگ سے مراد دومؤمنوں کے مابین لڑائی ،جھگڑا اور اختلاف ہے، فتنہ کی آگ ہے ۔تو کیا ایسی صورتحال میں جیسا کہ ہم لوگ عام طور پر کرتے ہیں جلتی پر تیل ڈالنا چاہئے تا کہ آگ اور بھڑکے یا یہ کہ جہاں مؤمن بھائیوں کے مابین آگ جل رہی ہو وہاں میں فائر بریگیڈ کا کام کروں، مسلمانوں اورمؤمنین کے درمیان صلح کراؤں، 'وافشاء العارفۃ' لوگوں کی اچھائیاں عام کروں 'وستر العائبۃ'اور اس کے بر عکس لوگوں کی برائیاں چھپاؤں اور ان پر پردہ ڈالوں۔

۱۸۔مسلمانوں میں حسن ظن عام کرنے کا کوئی طریقہ بیان کیجئے؟

انسان کی کوششیں اس حد تک ہونی چاہئیں کہ مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے حسن ظن رکھنے کی صفت عام کرنے کے لئے جہاں موقع ملے وہاں لوگوں کی نیکیاں بیان کرے، برائیوں پر پردہ ڈالے، برائیاں اگر حقیقت میں بھی ہیں تب بھی انہیں چھپائے، برائیاں عام نہ کرے۔لوگوں کی نیکیاں عام کرنا اور برائیاں چھپانااپنی جگہ ایک اسلامی فریضہ ہے۔جب انسان میں تھوڑی بہت نیکی پائی جاتی ہواس کے بعد یہ دیکھے کہ لوگ اسے اس کی نیکیوں سے ہی پہچانتے ہیں ۔یہی چیز اس امر کا باعث ہو گی کہ وہ اپنے اندر سے برائیاں کم کرتا چلا جائے لیکن اگر اس کے برعکس اگرکسی شخص میں کچھ نیکیاں ہواور کچھ برائیاں اور وہ یہ دیکھے کہ لوگ اسےاس کی برائیوں سے ہی پہچانتے ہیں

(جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو ایسی صورت میں اس کی نیکیاں اور اندر کی نیک شخصیت ٹوٹ جائے گی اور وہ آہستہ آہستہ ایک برا آدمی بن جائے گا۔

۱۹۔ لوگوں کی برائیاں عام کرنے کے بارے میں قرآن مجید کا کیا ارشاد ہے؟

قرآن کریم غیر معمولی انداز میں لوگوں کو اس کام سے منع کرتا ہے کہ فحشاء(یا قرآن کے الفاظ میں فاحشہ) یعنی مسلمانوں کی برائیاں یہاں تک کہ واقعی برائیاں بھی عام کی جائیں 'ان الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃُ فی الذین آمنوا لھم عذابٌ الیمٌ' اس آیہ کریمہ سے متعلق ایک دو تفسیروں کے بیان کے مطابق 'جن لوگوں کومسلمانوں اور مؤمنین کی برائیاں عام کرنا پسند ہے (ان کے لئے دردناک عذاب ہے) بس پتہ لگنا چاہئے کہ فلاں شخص میں کوئی برائی پائی جاتی ہےیا اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہے (پھر دیکھئے اس بیچارہ کی عزت کی کسی دھجیاں اڑتی ہیں) اور یہ تو ہم سچائی اور حقیقت کی بات کر رہے ہیں یعنی جو برائی حقیقت میں پائی جاتی ہے اب اگر کہیں اپنی طرف سے گڑھ گڑھ کے برائیاں دوسرے مؤمنین کی جانب منسوب کی جاتی ہیں تو پھر خدا ہی جانے۔

۲۰۔مؤمن بھائی پر تہمت لگانے سے متعلق کچھ وضاحت کیجئے؟

حدیث میں آیاہےکہ اگر کوئی شخص اپنے مؤمن بھائی پر تہمت لگائے تو اس کا ایمان اس کی روح میں ایسے پگھل جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اگر سچ ہوتو ایک دوسرے سے کہے گا، دوسرا تیسرے سے اور پھر آہستہ آہستہ پھیل جائے گی اور اگر جھوٹ ہو تو پھر خدا ہی جانے یقیناًوہ تو قرآن کی رو سے بدرجہ اولیٰ منع ہے۔

۲۱۔غیبت کیوں حرام ہے؟

چونکہ اس سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیبت درواقع وہی برائیاں پھیلانا ہے اگر وہ حقیقت میں کسی کے اندر پائی جاتی ہوں۔

۲۲۔غیبت کی کچھ اور وضاحت کیجئے؟

میں وضاحت کردوں کہ کچھ مقامات ایسے ہیں کہ جہاں پرکسی کی برائی بیان کرنا غیبت شمار نہیں ہوتا مثلاً جہاں مشورہ لینے والے کو حقیقی صورتحال سے باخبر کرنا مقصود ہو۔ ایک آدمی کسی شخص کے ساتھ مل کر کوئی کمپنی کھولنا چاہتا ہے آپ کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہے ہیں اسے جانتے ہیں تو یہ شخص آپ کے پاس آکے پوچھتا ہے کہ بھائی صاحب ! آپ کچھ عرصہ فلاں صاحب کے ساتھ رہے ہیں مجھے بتائیں گے کہ یہ کیسے آدمی ہیں میں

ان کے ساتھ مل کر ایک کمپنی کھولنا چاہتا ہوں یاانہیں بیٹی دینا چاہتا ہوں یا ان کی لڑکی کا اپنے لڑکے کے لئے ہاتھ مانگنا چاہتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یہاں پر چونکہ وہ آپ سے مشورہ لے رہا ہے لہٰذا آپ کے لئے حقیقت بیان کرنا جائز ہی نہیں بلکہ لازم ہے۔ آپ کہئے کہ چونکہ بات مشورہ کی ہے لہٰذا میں حقیقت بیان کرنا چاہوں گااور یہ ہے کہ یہ آدمی ایسا ہے ویسا ہے وغیرہ۔ اسی طرح اگر کسی مقام پر کوئی آپ پر ظلم کررہا ہے، کسی نے آپ کا حق چھین رکھا ہے تو یہاں پر یا تو آپ زبان بند رکھئے اور کسی سے نہ بتائیے کہ آپ کا حق پامال کیا جا رہا ہے اور اپنے حق سے ہاتھ دھو بیٹھئے یا بتائیے تو یہ غیبت ہو جائے گی تو یہ غیبت جائز ہے 'لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول الامن ظلم'۔ میں خاص طور سے یہ سب بتا رہا ہوں تاکہ ہم افراط یا تفریط کا شکار نہ ہوں۔

۲۳۔ ہم مسلمانوں کا کوئی عیب بتائیے؟

ہمارے مسلم معاشرہ خاص طور پر ایرانی معاشرہ کاعیب جو تاریخ میں بھی بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اِدھر مڑ جاتے ہیں یا اُدھر ، صحیح اور درمیانی راہ پر نہیں چلتے یا تو ہر وقت غیبت ہی کرتے رہتے ہیں یا اس حد تک پہونچ جاتے ہیں کہ حجاج کی غیبت کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔

۲۴۔کیا ہر قسم کی غیبت حرام ہے؟

ابن سیرین دوسری ہجری صدی کے ایرانی عالم ہیں۔ جب عالم اسلام میں سفاکیت اور خوں ریزی کی مثال حجاج واصل جہنم ہوا تو ایک شخص ابن سیرین کے پاس آکر حجاج کی برائی کرنے لگا تو تقدس مآب ابن سیرین کہتا ہے 'غیبت نہ کرو، تمہارا غیبت کرنا حجاج کے گناہ سے زیادہ برا ہے۔ میں حجاج کی غیبت نہیں سن سکتا' کتنی فضول بات ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ غزالی جیسابلند مرتبہ عالم دین اس واقعہ کو نقل کرتااور اس کی تائید کرتا ہے۔ یہ غلط ہے، غزالی کو ہم بہت بڑا عالم دین مانتے ہیں ایک غیر معمولی مفکر شخص تھالیکن بڑے لوگوں سے غلطیاں بھی بڑی ہوتی ہیں۔

۲۵۔کیا بُرے اور ظالم لوگوں کا تذکرہ غیبت شمار ہوگا؟

ابن الجوزی کے بقول غزالی ایک بہت بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے شریعت کو تصوف سے جوڑ دیا ہے ۔ صوفیانہ انتہاپسندی کے باعث کہیں کہیں غزالی اسلامی فقہ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ یہیں جو کہا"ابن سیرین کا کہنا صحیح ہے اُس شخص کو حجاج کی غیبت کرنے کا حق نہیں تھا اس لئے کہ حجاج بھی مسلمان تھا" تو بھائی اگر حجاج کی بھی غیبت نہیں کی جاسکتی تو دنیا میں کس کی غیبت جائز ہے؟ اس کا تو مطلب ہوا کہ ہم صبح شام منبر سے یزید کی غیبت کرتے ہیں اس لئے کہ اس کے مظالم بیان کرتے ہیں۔ خود خدا نے فرعون کی غیبت کی ہے، نمرود کی غیبت کی ہے،

قارون کی غیبت کی ہے، بلعم باعورا کی غیبت کی ہے، دیگر سیکڑوں لوگوں کی غیبت کی ہے، کئی قوموں کی غیبت کی ہے، قوم بنی اسرائیل کی جم کر غیبت کی ہے۔ جی نہیں یہ سب غیبت نہیں ہے۔ اب اِس طرف سے نہ گریے گا۔

۲۶۔ انسان اور اس کی فکر کس طرح پاک ومقدس ہو سکتی ہے؟

امام سجاد علیہ السلام کے الفاظ تھے 'وافشاء العارفہ وستر العائبہ'۔ یہ سب میں یہ واضح کرنے کے لئے عرض کررہا ہوں کہ انسان جب اس حد تک پہونچ جائے کہ اس کی آرزو یہ ہو تو یہ آرزو مقدس ہے، جب اس کی فکر یہ ہو تو یہ فکر مقدس ہے ، جب اس کا عمل ایسا ہو تو یہ عمل مقدس ہے، جب اس کے اندر اس طرح کے ملکات پیدا ہو جائیں تو یہ ملکات مقدس ہیں، با ارزش ہیں ، قیمتی ہیں۔ قیمتی ہونے کا راز کیاہے ؟ کہاں سے اور کس طرح عمل یا فکر قیمتی ہوئی؟

۲۷۔ اخلاقی مکاتب فکر کیونکر عالم وجود میں آئے؟

بعض انسانی افعال کے اخلاقی ہونے کا راز بیان کرنے کے لئے کئی مکاتب فکر عالم وجود میں آئے ہیں اور اپنے نظریات پیش کئے ہیں۔ کل رات سے ہم ان مکاتب کے نظریات بیان کریں گے کہ مثلاً فلاں مکتب فکر کہتا ہے کہ کسی کام کے اخلاقی ہونے کی وجہ اس کا فلاں نوعیت کا ہونا ہے

دوسرا مکتب کہتا ہے جی نہیں فلاں نہیں بلکہ فلاں نوعیت کا ہونا ہے پھر آخر میں ہم واضح کریں گے کہ اسلام کے نزدیک کسی انسانی فعل کے اخلاقی ہونے کا راز کیا ہے نیز یہ کہ اخلاقی کام کی قدر وقیمت اسلام کی نظر میں کو وجہ سے ہے۔ سب سے بڑھ کے ہم یہ جائزہ لیں گے کہ اسلام اخلاقی کاموں کا کیا تجزیہ کرتا ہے، یہ کام اسلام سے کیونکر ہماہنگ ہیں البتہ سب سے زیادہ اسلام ہی سے ہماہنگ ہیں۔ اسی طرح ہم یہ بھی جائزہ لیں گے کہ دیگر مکاتب فکر خاص طور پر مادی فلسفے اخلاقی اقدار کی کیا توجیہ کرتے اور کس طرح انہیں تسلیم کرتے ہیں؟

۲۸۔ کیا انسان کے ہر عمل کاایک مبدأ اور غایت ہوتی ہے؟

انسان کے ہر کام کا ایک مبدأ ہوتا ہے اور ایک غایت۔ مطلب یہ کہ انسان کے اندر ایک احساس، ایک میلان اور ایک جذبہ ہوتا ہے جو اسے کسی کام کی جانب ابھارتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ انسان اس کام کو انجام دیتا۔ یہ ناممکن ہے کہ انسان کو کوئی شے کسی کام کی جانب ابھار نہ رہی ہو، اس کام کے سلسلہ میں اس کے اندر کوئی رجحان یا جذبہ نہ ہو پھر بھی وہ اس کام کو انجام دے دے۔ اسی طرح ہرکام کا ایک ہدف ہوتا ہے، کسی بھی کام کے سلسلہ میں انسان کے سامنے ایک مقصد ہوتا ہے جسے اس کام کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

۲۹۔ کس کام کو اخلاقی کہا جاتا ہے؟

اخلاقی وہ کام ہے جو مبدأ کے لحاظ سے ایسے میلان ورجحان کا نتیجہ ہے جس کا تعلق خود انسان سے نہیں بلکہ دوسروں سے ہے۔ اس میلان کانام ہم نے 'غیر دوستی جذبہ' رکھا ہے۔ اخلاقی کام کے مقصد کے لحاظ سے انسان اپنے آپ تک نہیں بلکہ دوسروں تک خیر ونیکی پہونچانا چاہتا ہے۔

۳۰۔کیا جملہ مذاہب دوسروں سے محبت پر یقین رکھتے ہیں؟

اس نظریہ کے مطابق فصل طبیعی 'خود ' اور 'میں' کے دائرہ سے باہر نہیں ہے۔ ایسا میلان ورجحان جو 'میں 'اور 'خود' سے تعلق رکھتا ہے، اسی میں اور خود تک کوئی نیکی اور بھلائی پہونچانا چاہتا ہے حیوانوں کا بھی یہی حال ہے لیکن اخلاقی کام وہ ہوتا ہے جس میں میلان ورجحان بھی بنیادی طور پراپنے سے نہیں بلکہ دوسرے سے تعلق رکھتا ہےاور مقصد بھی دوسرے تک خیر ونیکی پہونچانا ہے نہ کہ اپنے آپ تک ۔یہ وہی مسلک ہے جو محبت کو اخلاق کی بنیاد بتاتا ہے۔ اس کے نزدیک اخلاق یعنی محبت۔ جس معلم اخلاق نظریہ یہ ہو وہ خود کو محبت کا پیام بر کہتا ہے۔ اس نظریہ کے ایک حصہ سے جملہ ادیان اور دنیا کے اکثر فلسفی مکاتب متفق ہیں۔ شاید دنیا میں ایسا کوئی بھی مذہب نہ ملے جو محبت پر زور نہ دیتا ہو۔

۳۱۔اپنی ذات کو پہچاننے سے انسان کو کیا فائدہ پہونچے گا؟

ہماری احادیث وروایات میں ایک جملہ آیا ہے 'احبب لغیرک ما تحب لفنسک أکرہ لغیرک ماتحب لنفسک' دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو تمہیں اپنی ذات کے لئے پسند ہے اور دوسرے کےلئے بھی وہی ناپسند کرو جو تمہیں اپنی ذات کے لئے ناپسند ہے، یہی بات مختلف انداز سے روایات میں آئی ہے۔ ذات ترجمہ کیا جاتا رہا ہے کہ جو تمہیں اپنی ذات کے

لئے پسند ہو۔۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ذات کی جگہ نفس ترجمہ کیا جانا چاہئے۔ بہرحال انسان کو دوسرے کی بھلائی کے لئے اپنے آپ کو جاننا ہوگا(کیا پسند ہے ، کیا ناپسند ہے وغیرہ)۔ دنیا میں صرف ایک معرفت پائی جاتی ہے اور وہ معرفت نفس ہے یعنی اپنے آپ کو پہچاننا، خود شناسی۔ ہندوستانی ثقافت کی بنیاد بھی نفس کی شناخت ہی ہے یعنی انسان کو اپنے آپ کو پہچاننا چاہئے، اپنے آپ کو کشف کرنا چاہئے ۔ ہندوستان میں ساری ریاضتیں اسی مقصد کے لئے کی جاتی ہیں، سامنے والا کہتا ہے 'میں یہ سمجھ گیا'۔

۳۲۔ معرفت اور شناخت کے اصول کتنے ہیں؟

ایک اصول یہ ہے کہ پوری دنیا میں صرف ایک معرفت اور ایک شناخت پائی جاتی ہے اوروہ اپنے آپ کو کشف کرنا ہے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیااور دنیا کو بھی (ملاحظہ کیا آپ نے؟! میں اسی لئے کہہ رہا تھا کہ ذات کے بجائے نفس ترجمہ ہونا چاہئے)۔ بالکل صحیح ہے یہ دونوں اصول جو بیان کئے گئے سرکار دوعالم اور امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات میں موجود ہیں۔ مولائے کائنات کا اس بارے میں ارشاد نہج البلاغہ میں نہیں آیا ہے لیکن غرر اور درر دونوں میں آیا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں 'معرفۃ النفس انفع المعارف' اپنے آپ کو پہچاننا ہر شناخت سے زیادہ مفید ہے۔ اس بارے میں سرکار دوعالم اور امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات موجود ہیں

کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو بھی پہچان لیا اور دنیا کو بھی۔ اسی طرح کے الفاظ آئے ہیں 'جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا'۔

۳۳۔ چاہنے اور محبت کرنے کے بارے میں گاندھی کاکیا نظریہ ہے؟

گاندھی کے نزدیک تیسرا اصول یہ ہے (میں نے یہ تینوں اصول اُپانیشدہاکا مطالعہ کرکے معلوم کئے ہیں) کہ پوری دنیا میں ایک طاقت اور ایک نیکی کا وجود ہے اور وہ طاقت اپنے آپ پر قبضہ کرنے کی طاقت ہے۔ جو شخص اپنے آپ پر قبضہ کرلے اس نے پوری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح پوری دنیا میں ایک نیکی پائی جاتی ہے اور وہ دوسروں سے محبت کرنا ہے ایسے ہی جیسے انسان اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔ گاندھی کانظریہ میں نے اسی ایک جملہ تک پہونچنے کے لئے عرض کیا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستانی اخلاق کی بنیاد محبت ہے۔

۳٤۔ محبت اور اچھے برتاؤ سے متعلق عیسائیت کا کیا نظریہ ہے؟

عیسائی بھی بہرحال اپنے دعوے کے لحاظ سے محبت پر زور دیتے ہیں(ہندوستانی چوکہ مشرقی ہیں لہٰذا ان کے اندر نفاق اور جھوٹا پن کم ہے لیکن عیسائی مغربی ہیں اکثر ہوتا کچھ ہے اور ظاہر کچھ کرتے ہیں اس لئے ہم کہہ رہے ہیں

کہ ان کے دعوے کے مطابق) عیسائی مشنریز اور مبلغین ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہم محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں، حضرت عیسی پیغمبر محبت تھے، محبت کرو، عشق کرو، پیار کرو۔ یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی تمہارے داہنے گال پر طمانچہ مارے توباہنا گال بھی بڑھا دو۔ اس نظریہ کے مطابق اخلاق یعنی نیکی کرنا یعنی محبت کرنا، دوسروں سے پیار کرنا۔

۳۵۔ کیا ہر محبت اخلاق ہے؟

ہر محبت اخلاق نہیں ہوتی۔

یہ نظریہ پچاس فیصد صحیح اور پچاس فیصدغلط ہے۔ اس پر بہت سے اعتراضات کئے گئے ہیں ایک یہی کہ ہر محبت کو اخلاق نہیں کہا جا سکتا اگرچہ قابل تعریف اور اچھا عمل ہے مگر اخلاق نہیں ہے۔ ہر قابل تعریف کام اخلاق نہیں ہوتا۔ کسی پہلوان کی طاقت قابل تعریف تو ہے لیکن اخلاق نہیں ہے۔ اخلاق کا ایک عنصر اختیاری اور حاصل کردہ یعنی جذبات پر مبنی نہ ہونا ہے۔ اگر کسی کام کی انجام دہی انسان کے جذبات وخواہشات (غریزہ) کا تقاضا یعنی اس کی فطرت میں شامل ہواور انسان اس عمل کی جانب رجحان ومیلان اختیاری طور پر خود سے حاصل نہ کیا ہو تو ایسا باعظمت کام قابل تعریف تو ہوسکتا ہے لیکن اخلاق نہیں ہےجیسے ماں باپ خاص طور پر ماں کی اولاد سے محبت۔ ایک ماں کی اپنے بچہ کے تئیں احساسات نہایت ہی باعظمت اور قابل

تعریف ہوتے ہیں لیکن ہم کسی ماں اپنے بچہ کے تئیں محبت وچاہت کے اتنے شدید احساسات کو اخلاق کا نام نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہ یہی ماں کسی دوسرے بچہ مثلاً پڑوسی کے بچہ کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتی(سوت کے بچوں کی ہم بات نہیں کررہے ہیں ان کے سلسلہ میں ممکن ہے مخالف جذبات کارفرما ہوں لیکن مثلاً پڑوسی کےبچہ کے سلسلہ میں لاتعلق ہوتی ہے)۔ یہ احساسات پرائویٹ اورنجی ہیں، اپنے بچہ تک محدود ہیں، انہیں حاصل نہیں کیا گیا ہے، اپنے اختیار اور ارادہ سے انہیں اختیار نہیں کیا گیا ہے بلکہ حکمت پرمبنی قانون خلقت نے انہیں ماں کو عنایت کیا ہے۔

۳٦۔ حکمت پر مبنی قانون خلقت نے انسان کو کیا دیا ہے؟

حکمت پر مبنی قانون خلقت نے اس قسم کے شدید احساسات ماں کو دیے ہیں تاکہ دنیا کا نظام قائم رہے اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی ماں اپنے بچہ کی تیمارداری نہ کرتی۔ لہٰذا ماں کے احساسات غیر دوستانہ، ایک فطری جذبہ کا نتیجہ اور 'میں' اور 'خود' سے خارج ہونے کے با وجود اخلاقی نہیں کہے جا سکتے ، ماں کے اس عمل کو اخلاق نہیں کہا جا سکتا۔ باپ کے احساسات، رشتہ داروں کے احساسات، ہم وطن سے محبت نیز اپنی قومیت سے محبت کا بھی یہی حال ہے۔ جو احساسات انسان نے اپنے اختیار سے حاصل نہیں کئے ہیں انہیں اخلاق کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

۳۷۔ کیا دائرۂ اخلاق غیر دوستانہ کی حدود سے ماوراء ہے؟

اخلاق غیر دوستانہ کی حدود کے اندر محدود نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض: اخلاق کا دائرہ کے غیر دوستانہ کی حدود سے ماوراء ہے۔ جملہ اخلاقیات یعنی انسان کے تمام مقدس اور باعظمت کام غیر دوستانہ نوعیت کے نہیں ہوتے۔ انسان ایسے بہت سے کام انجام دیتا ہے جو قابل تعریف اور باعظمت ہوتے ہیں لیکن غیر دوستانہ کے دائرہ کے اندر نہیں ہوتے۔ جس طرح انسان ایثار یانیکی کی تعریف کرتا اور انہیں مقدس سمجھتا ہے اسی طرح ان امور کو بھی مقدس سمجھتا ہے جیسے عربوں کے نزدیک اباء الضیم یعنی ذلت وپستی اختیار نہ کرنا۔ جب کوئی خطرہ لاحق ہو اور انسان کے پاس دو ہی راستے ہوں؛ ایک یہ کہ جان ومال کا نقصان برداشت کر لے لیکن اپنی عزت بچا لے اور دوسرا یہ کہ جان ومال بچا کے ذلت وپستی اختیار کر لے۔ کہتے ہیں 'الموت اولیٰ من رکوب العار' مرجانا ذلت ورسوائی برداشت کرنے سے بہتر ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں 'والحیوٰۃ فی موتکم قاھرین'۔ گاندھی کہتا ہے 'دنیا میں فقط ایک ہی نیکی اور اچھائی پائی جاتی ہے اور دوسروں سے محبت کرنا ہے'۔ جی نہیں دنیا میں محبت اور دوسروں سے پیار کے علاوہ بھی نیکی اور بھلائی موجود ہے جس کی ایک مثال ہم نے ابھی ذکر کی ہے۔

اوربھی کام ہیں دنیا میں محبت کے سوا

۳۸۔ دوسروں سے محبت کی مزید وضاحت کیجئے؟

انسان کی دوسروں سے محبت قدرے تشنۂ تشریح ہے۔ عام طورپر اسے 'غیر دوستانہ' کہا جاتا ہے کچھ اور آگے بڑھے اور کہنے لگے 'انسانوں سے پیار'۔ اس پر سب سے پہلا اعتراض تو یہی ہے پیار کیوں صرف انسانوں سے؟ جانداروں سے پیار کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔ کیا جانوروں کے تئیں جذبۂ محبت کااظہار (ایک شخص کا واقعہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دیا) اخلاق نہیں ہوگا اس لئے کہ سامنے والا انسان نہیں ہے؟ کیا انسان صرف انسان سے ہی پیار کرنا چاہئے دوسرے جانداروں سے نہیں؟

۳۹۔ انسانوں سے پیار کرنا اچھا ہے یا جانداروں سے جن میں انسان بھی شامل ہے؟

انسان کو ہر شے سے محبت رکھنی چاہئے۔ سعدی کہتے ہیں:

به جهان خرم از آنم که جهان خرم ازاوست

عاشقم بر همه عالم که همه عالم از اواست

به ارادت بخورم زهر که شاهد ساقی است

به حلاوت بکشم درد که درمان هم ازاوست

کیوں صرف انسانوں سے پیار؟ کہنا چاہئے جانداروں سے پیاراور مزید یہ کہ 'انسانوں سے پیار' ایک تشریح طلب

مسئلہ ہے اس لئے کہ اگر اس معاملہ ذرا سا افراط ہو جائے تو 'انسانوں سے پیار' کے نام دشمنی اور نفرت کی جائے گی۔

٤٠۔انسانوں سے پیارکا مطلب 'ہرانسان' سے پیار؟

کیا انسان سے مراد ایک سر دوکان اور دوپیر والا جانور ہے؟ یا یہ کہ انسان سے مراد ہر انسان؛ انسان بن جانے کی صلاحیت رکھنے والا یا انسانیت کادشمن انسان نہیں بلکہ انسانیت کا مالک انسان ہے۔ اس طرح انسانوں سے پیار درواقع انسانیت اور انسانی اقدار سے پیار کی وجہ سے ہے۔ جس میں جس قدر انسانی قدریں ہوں گی وہ اتنا ہی پیار کے قابل ہوگااورجو جتنا انسانیت دور ہوگا چاہے بظاہر اور جسمانی طور پر انسان ہی ہودشمنی اور نفرت کے قابل ہے۔ ظاہری طور پر تو چنگیز، یزید ابن معاویہ اور حجاج ابن یوسف بھی انسان ہی ہیں لیکن ایسے انسان کہ جن کے اندر انسانی اقدار کا فقدان ہے، انسان دشمن انسان۔

٤١۔اقدار سے نابلد انسان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

'انسانوں سے پیار ' وضاحت کا طالب ہے۔ انسانوں سے پیار کے معنی یہ ہیں کہ جوانسان جس قدر اقدار کا مالک ہے اتنا ہی محبت کا مستحق ہے اسی طرح جو شخص فی الحال اقدار سے نابلد ہے وہ بھی محبت کا مستحق ہے تاکہ اس طرح

اسے انسانی اقدار سے روشناس کرایا جا سکے۔ لیکن جو خود انسانِ کامل ہو وہ اقدار سے بے بہرہ انسان کوبھی دوست رکھتا ہے البتہ دوست رکھنے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اس کا پیٹ بھرنا چاہتا ہے جی نہیں بلکہ چاہتا ہے کہ وہ نجات پاجائے انسانی اقدار کو گلے لگا لے۔ سرکار ختمی مرتبت بھی رحمۃٌ للعالمین ہونے کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ مؤمن وکافر سے ماورا جملہ انسانوں کے لئے رحمت ہیں۔

بہرحال ہم نے ملاحظہ کیا کہ اخلاقیات کے سلسلہ میں بیان کیا گیا معیارمذکورہ معیار ناقص ہے۔ ہم پوری طرح اس کی تردید نہیں کرتے لیکن اتنا ضرور ہے کہ یہ نصف حقیقت سے میل کھاتا ہے، حقیقت سے مکمل طور پر ہماہنگ نہیں ہے۔

٤٢۔ کیا خدا نے انسان کو صحیح اور غلط کی نشاندہی کرادی ہے؟

قرآن کریم انسان کے اندر کےفطری الہامات کے بارے میں خاموش نہیں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے 'والشّمس وضُحاھاوالقمر اذا تلاھاوالنھار اذا جلّا ھاوالّیل اذا یغشاھا والسماء وما بناھا والارض وما طحاھا ونفسٍ وما سوّاھا۔ فألھمھا فجورھا وتقواھا" سب سے آخری قسم یہی ہے قسم ہے روح اور اس کے اعتدال کی خداوند متعال نے انسان کی روح کو فجور(برائیاں) اور تقویٰ وپرہیزگاری پر مبنی کام الہام کر

دیے ہیں؛ کیا فجور ہے، کیا فسق ہے، کون ساکام نہیں کرنا چاہئے اور اسی طرح کون سا کام کرنا چاہئے، تقویٰ کیا ہے، پاکیزگی کیا ہےوغیرہ۔

۴۳۔تقویٰ وپرہیزگاری اور معصیت وگناہ کی کچھ وضاحت فرمائیے؟

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ' تعاونوا علیٰ البرِّ التقویٰ ولاتعاونوا علیٰ الأِثمِ والعدوان' (ترجمہ: نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرواورگناہ اور دشمن میں تعاون نہ کرو) وابصہ نامی ایک شخص سرکار ختمی مرتبت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا'یا رسول الله! مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے' آپ نے فرمایا' میں بتاؤں تمہارا سوال کیا ہے' کہا'جی یا رسول الله میں اسی لئے آیا ہوں' روایت میں ہے کہ سرکار رسالتمآب نے اپنی دوانگلیاں ایسے کیں اور وابصہ کے سینہ پر مار کر فرمایا'یا وابصہ! استفت قلبک، استفت قلبک' یہ تم اپنے دل سے پوچھو، اپنے دل سے استفتاء کرو یعنی خدا نے یہ شناخت ہر انسان کے دل میں غیر واضح طور پر الہام کر رکھی ہے۔ مولانا روم کا وہ شعر کہ 'گفت پیغمبر استفتوا القلوب' میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے 'وأوحینا الیهم فعل الخیرات' ہم نے وحی کی کہ نیک کام انجام دیں اگر ایسا ہوتا تو وحی عام سی چیز ہو جاتی کہ ہم نے انہیں حکم دیا لیکن ارشاد یہ نہیں ہے بلکہ ارشاد ہے

'وأوحينا اليهم فعل الخيرات' انجام دینے کی وحی کی یعنی ان کی طرف انجام دینے کا الہام کیا۔

٤٤۔کیا انسان کے ذہن کی جملہ معلومات احساسات اور تجربات سے حاصل ہوئی ہیں؟

پہلی بات یہ کہ یہ نظریہ کانت اور دنیا کے دیگر فلاسفر کے ایک اور نظریہ سے وجود میں آیا ہے۔بہرحال دنیا میں یہ سوال اٹھا ہے کہ کیا انسان کی ذہنی معلومات ، انسان کے ذہنی، فکری اور اندرونی ذخائر سب کے سب احساسات اور تجربات سے وجود میں آئے ہیں؟ بہت سے لوگوں کا خیال ہے ماضی میں بھی تھا اور آج بھی ہے کہ انسان کے ذہن میں ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی جو اس سے قبل اس کی حسّ میں نہ رہی ہو۔انسان کے فکری وذہنی ذخائر حواس خمسہ(آنکھ، کان، لامسہ، ذائقہ، شامہ) کے دروازوں سے ذہن میں داخل ہوئےہیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ان لوگوں کے مطابق انسان کا ذہن کی مثال ایک اسٹور روم جیسی ہے جس میں پانچ سے زائد(اگر حواس پانچ سے زیادہ ہوں) ذرائع سے مختلف اشیاء جمع ہوتی ہیں۔اس بھرے ہوئے اسٹور روم میں کوئی بھی ایسی شے نہیں ہے جو مذکورہ دروازوں میں سے کسی ایک میں سے ذہن میں داخل نہ ہوئی ہو۔ایسی شے جو ان دروازوں میں سے کسی ایک سے داخل نہ ہوئی ہو وہ ذہن میں بھی نہیں ہوگی۔

٤٥۔کیا احساس سے قبل بھی ہمارے ذہن میں کچھ تھا یا نہیں ؟

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ ذہن میں موجود معلومات کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جو انہیں حواس کے دروازوں اور روشندانوں(آنکھ، کان، لامسہ، شامہ، ذائقہ) سے داخل ہوئی ہے اور ایک قسم وہ ہے ان سے پہلے سے موجود ہے یعنی احساس سے پہلے ہی ذہن میں تھی۔ کانت اس دوسرے نظریہ کو قبول کیا ہے اور تجربہ سے پہلے کے حقائق کے معتقد ہیں۔

٤٦۔یہ فرمائیے کہ انسان کی عقل کتنے حصوں پر مشتمل ہے؟

دوسری بات جو ہمارے بزرگ ہمیشہ سے کہتے آئے ہیں کہ یہ ہے کہ ہماری عقل کے دو حصےہیں؛ نظری اور عملی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ انسان کی عقل دو طرح کے احکامات صادر کرتی ہے؛ نظری اور عملی۔ ایک بار ہماری عقل ان چیزوں کو درک کرتی ہے جو موجودہیں انہیں عقل نظری کہاجاتا ہے اورایک بار یہ درک کرتی ہے کہ ہمیں کون سے کام انجام دینے چاہئیں انہیں عقل عملی کہا جاتا ہے۔ کانت کا کل فلسفہ عقل نظری اور عقل عملی کی تنقید پر مبنی ہے کہ عقل نظری کیا کر سکتی ہے اور عقل عملی کے امکان میں کیا ہے؟ آخر میں وہ اس نتیجہ تک پہونچتا ہے کہ عقل نظری کے امکان میں زیادہ کچھ نہیں ہے اصل عقل عملی ہی ہے یہیں سے وہ وجدان تک پہونچ جاتاہے۔

٤٧۔ کیا اسلامی فلسفہ میں کمال اور سعادت کے باب میں گفتگو ہوئی ہے؟

اسلامی فلسفہ میں کمال اور سعادت کا مسئلہ پیش ہوتا ہے۔ ابو علی سینا نے اشارات میں اور دیگر فلاسفہ نے بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ کمال کو سعادت سے اور سعادت کو کمال سے علاحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر کمال ایک لحاظ سے سعادت ہے اس کی وضاحت میں آگے چل کر کروں گالیکن کانت ان دونوں کو ایک دوسروے سے جدا کرتا ہے اس کے بعد خود ہی کہتا ہے کہ فرض کو (بقول اس کے) زیبائی اور خوبصورتی سے اوراخلاق کو سعادت سے علاحدہ کرنا بہت ہی مشکل ہے جبکہ دنیا کے دیگر تمام فلاسفہ اخلاق و سعادت کو لازم وملزوم جانتے ہیں۔ مثلاً فارابی جنہوں نے سعادت پر کافی گفتگوکی ہے ، اس بارے میں کافی کتابیں لکھی ہیں ان کی ایک کتاب کا نام ہی ہے 'تحصیل سعادت'۔ فارابی اخلاق اور سعادت کو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ دیکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب جامع السعادات اور صاحب معراج السعادہ جیسے ماہرین اخلاقیات کے نزدیک مفہوم سعادت اخلاق کا رکن ہے۔

٤٨۔ یہ وضاحت کیجئے کہ اخلاق کا تعلق سعادت سے ہے یا کمال سے؟

کانت کا کہنا ہے کہ اخلاق کا سعادت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اخلاق کا تعلق کمال سے ہے ۔ اس کے بعد خود ہی اپنے

نظریہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر اخلاق، سعادت سے اخلاق کرنا مقصود ہو تو ایسی صورت میں اخلاق کا کام بہت ہی سخت ہو جائے گا۔ ایک بااخلاق شخص کو اس اطمئنان کے ساتھ ہی کہ وہ سعادت سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے اپنی اخلاقی حس کا حکم تسلیم کرنا ہوگااور یہ کام بہت سخت ہے۔ کہتا ہے 'میں جانتا ہوں کہ یہ کام بہت سکت ہے لیکن ملکوت تک رسائی کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ انسان راہ کمال کا انتخاب کرے نہ کہ راہ سعادت کا۔

٤٩۔ کیا بنیادی طور پر سعادت کو کمال سے علاحدہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

یہاں کانت پر ایک ساضح سا اعتراض ہے کہ مسٹر کانت آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ آخری منزل ملکوت تک رسائی ہے تو سوال یہ ہے کہ ملکوت اعلیٰ تک پہونچنے کے بعد انسان سعادتمند ہوگا یا شقاوتمند؟ جو کمال انسان کو ملکوت تک پہونچاتا ہے وہ در واقع اسے سعادت تک پہونچاتا ہے یا شقاوت تک؟ ظاہر سی بات ہے کہ ان کا جواب ہوگا کہ سعادت تک۔ بس یہیں سے پتہ چلا کہ جس سعادت کی وہ بات کر رہے ہیں وہ حسی سعادت اور مادی ودنیوی خوشی ہے وگرنہ بنیادی طور پر سعادت کو کمال سے علاحدہ کیا ہی نہیں جا سکتایہ دونوں جیسا کہ ابو علی سینا نے کہا ہے لا ینفک ہیں۔ کانت بھی آخر کار ان دونوں کو ایک دوسرے الگ نہیں کر پائے ہم ان کی بات مدلل بنانے کے لئے کہہ سکتے ہیں کہ سعادت سے ان کی مراد وہی ہے جسے ہمارے بزرگ

حسی سعادت کہاکرتے تھے۔ ان کے نزدیک سعادت کی دو قسمیں ہیں؛ حسی اور غیر حسی۔

۵۰۔ کانت کے فلسفہ مرکزی نقطہ کیا ہے؟

کانت کے فلسفہ کا مرکزی نقطہ جیسا کہ میں عرض کیا انسان کا اخلاقی ضمیر ہے۔ عقل فطری، جسے ہم فلسفہ وحکمت الٰہی کہتے ہیں، کے سلسلہ میں اس کی ساری کاوشیں رائیگاں گئیں اس لئے کہ شک پر منتج ہوئیں یعنی کچھ بھی ہاتھ نہ آیا لیکن جب عالم اخلاق کے باب پہونچے ہیں تو انہیں محسوس ہوا کہ جیسے ہر چیز کے چابھی ان کے ہاتھ لگ گئی ہے، مذہب کی چابھی ان کے پاس آ گئی ہے، آزادی واختیار کی چابھی انہوں نے کشف کر لی ہے، معاد وقیامت کی چابھی کا پتہ لگا لیا ہے ، وجود خدا کے ثابت کرنے کی چابھی ان کے ہاتھ آ گئی ہے۔

۵۱۔ کیا عقل نظری کی مدد سے انسان کے مختار ہونے کو ثابت کیا جا سکتا ہے؟

کانت کا کہنا ہے 'اگر ہم عقل نظری (جسے آج ہم فلسفہ کہتے ہیں) کی مدد سے یہ ثابت کرنا چاہیں کہ انسان آزاد اور مختار ہے تو نہیں کر سکتے۔ آخر کار عقل نظری یہی نتیجہ دے گی کہ انسان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ ایک مجبور مخلوق ہے'۔

۵۲۔ کانت کیونکر اس نتیجہ تک پہونچا ہے کہ انسان آزاد ہے؟

کانت کا کہنا ہے 'لیکن ہم اخلاقی حس کی مدد سے جو کہ ایک باطنی اور انسان کے ضمیر سے تعلق رکھنے والی شے ہے اور ہم اسے علم حضوری کے توسط سے اپنے اندر کشف کرتے ہیں یہ نتیجہ حاصل کیاجا سکتا ہے کہ انسان آزاد اور مختار ہے(علم حضوری یعنی انسان اپنے باطن کو براہ راست دیکھتا ہے، باطن کے براہ راست ادراک کو علم حضوری کہا جاتا ہے)۔

۵۳۔ کیا اختیار کو اندرونی وباطنی حس کی مدد سے ثابت کیا جاسکتا ہے؟

کانت کا کہتے ہیں 'اگر ہم فلسفہ کے ذریعہ آگے بڑھیں گے تو آخر میں اسی نتیجہ پر پہونچیں گے کہ انسان ایک مجبور مخلوق ہے جسے کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے لیکن جب ہم اپنی اخلاقی حس اور ضمیر کی طرف رجوع کرتےہیں تواپنے ضمیر میں انسان کو ایک آزاد اور مختار موجود پاتے ہیں'۔ کانت نے آزادی واختیار کو باطنی حس اور ضمیر کی مدد سے ثابت کیا ہے۔ مولانا روم کہتے ہیں:

اینکه می گویی این کنم یا آن کم

این دلیل اختیار است ای صنم

تو کانت کے نزدیک انسان ضمیر کے مطابق نہ کہ فلسفی دلائل کے لحاظ سے ایک آزاد اور مختار موجود ہے۔

٥٤۔دنیا کا اہم ترین فکری وفلسفی مسئلہ کون سا ہے؟

جیساکہ آپ جانتے ہیں انسان کو ہر دور میں یہ اہم سوال درپیش رہا ہے کہ کیا مرنے کے بعد اس کے روح کسی دوسری دنیا میں ابدی سعادت وخوشبختی یا ابدی شقاوت وبدبختی کے ساتھ زندہ وجاوید رہے گی یا یہ کہ انسان کے مرنے کے ساتھ ہی فانی ہو جائے گی؟ یہ دنیا کا ایک اہم ترین فکری وفلسفی مسئلہ ہے۔

٥٥۔انسانی ضمیر نفس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

اِس وقت اگر آپ یوروپ کی اسی مشینی کہی جانے والی دنیا کا سفر کریں گے تو آپ کو اِس سرزمین پر بھی عظیم فلسفے نظرآئیں گے کچھ مادی اور کچھ روحی۔ کانت کا خیال ہے کہ فلسفی دلائل کی مدد سے روح کا ہمیشہ باقی رہنا ثابت نہیں کیا جا سکتا لیکن انسان ضمیر اس امر کا گواہ ہے کہ روح ہمیشہ باقی رہے گی اسے دوسری دنیا میں جزا یا سزا ملے گی۔ کہتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ ہمارا ضمیر ہمیشہ ہمیں سچائی، امانتداری، نیکوکاری اور عدل وانصاف وغیرہ کا حکم دیتا ہے ۔ دوسری جانب عملی طور پر ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ سچائی، امانتداری، نیکوکاری اور عدل وانصاف وغیرہ کی اس دنیا میں کوئی جزا نہیں ہے اور اسی طرح

یہی چیزیں دنیوی اجر وجزا کے حصول میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ اگر انسان یہ رکاوٹیں یعنی سچائی، امانتداری اور عدل وانصاف کو راستے سے ہٹا دے تو آسانی سے دنیوی جزا حاصل کر سکتا ہے۔

٥٦۔ کیا انسان اپنے مقصد کے حصول کے کسی بھی راستہ کا انتخاب کر سکتا ہے یا یہ کہ اسے کچھ قوانین کا پابند رہنا ہوگا؟

ایک مثال عرض کروں ؛ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام عدل وانصاف پر قائم اور امتیاز ، رشوت، جھوٹ اور دھوکہ دہی مخالف ہیں، آپ کی پوری سیاست کی بنیاد ہی یہی ہے۔ دوسری جانب معاویہ ہے جو ان میں سے کسی کا بھی پابند نہیں ہے وہ بس اپنا مقصد پورا کرنا چاہتا ہے اگر عدل وانصاف کے ذریعہ پورا ہوتا دکھائی دے توعدل وانصاف نہیں تو امتیاز، رشوت، عوام کا مال کھاکے، ایک سے چھین کے دوسرے کو دے کے، جھوٹ بول کے، چالیں چل کے، دھوکہ دے حاصل کیا جائے گا۔ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا لیکن مولا کامقصد تشنۂ تکمیل رہ گیا۔

۵۷۔کیاکانٹ کے مطابق عقیدہ اورایمان انسان کے وجود وضمیرکا حصہ ہے؟

دنیا کا ہر انسان مذکورہ امور کو اپنے لئےمحدودیت تصور کرتا ہے اس کے باوجود اس کا باطن اور ضمیر اسے سچائی، امانتداری اور عدل وانصاف کا حکم دیتا ہی رہتا ہے۔ اس کے معنی کیا ہیں؟ کانٹ بقول یہ ناممکن ہے کہ انسان اپنے باطن میں لاشعوری طور پر مطمئن نہ ہو کہ اسے اس سب کا اجر ملے گا اور اس کا کیا ضائع نہیں جائے گا۔ انسانی ضمیر کی گہرائیوں میں یقین وایمان پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے اب یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی بظاہر انکار کرتا نظر آئے کہ پتہ نہیں قیامت آئے گی یا نہیں، پتہ نہیں مرنے کے بعد بھی کوئی دنیا ہے یا نہیں لیکن لاشعوری طور پر ہر انسان کا باطن ان حقائق پر ایمان رکھتا ہے۔

۵۸۔یہ فرمائیے کہ احساس ذمہ داری کسی یقین کا حامل ہوتاہے؟

موجودہ دنیا میں انسان کی رہائش کی مثال شکم مادر میں رہنے والے بچہ کی ہے جسے پیدا ہوکر ایک اور دنیا میں قدم رکھنا ہے یہ مثال خود کانٹ نے دی ہے

لہٰذا خود احساس ذمہ داری کا اندر اجروجزا پر یقین یعنی روح کے ہمیشہ باقی رہنے پر یقین پوشیدہ ہے۔ بقائے نفس پر ایمان کے معنی یہ ہوئے کہ میں رہوں گا اور اگلی دنیا میں

اپنے کارناموں کا اجر لوں گا۔ اب خود اس یقین کے اندر خالق پر ایمان پوشیدہ ہے۔ (یہ ہے کانت کی چابھی)۔

۵۹۔ کیا 'میں ہمیشہ باقی رہوں گا' پر ایمان خالق پر ایمان کا طالب ہے؟

'میں ہمیشہ باقی رہوں گا' پر یقین خالق پر ایمان کا طالب ہے۔ تو اس طرح مسٹر کانت اخلاقی ضمیر سے نہ صرف اخلاقی فرامین استنباط کرتے ہیں بلکہ مابعد الطبیعیات کے باب میں ان کے فلسفہ کی بنیاد ہے۔ اسی سے وہ آزادی اور خود مختاری ثابت کرتے ہیں، اسی سے آخرت میں روح کی بقاء اور جاویدانگی ثابت کرتے ہیں اور اسی وجود خدا ثابت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کانت کہا کرتے تھے کہ دوچیزیں سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی شے حیرت انگیز نہیں ہے ایک ستاروں سے بھرا ہمارے سروں پر کھڑا آسمان اور دوسری ہمارے باطن میں موجود ہماراضمیر۔

٦۰۔ روسو کی 'دل کی منطق' کیا ہے؟

کانت کہتے ہیں روسو یعنی معروف ژان ژاک روسو (جنہوں نے 'امیل'، 'اعترافات' اور 'اجتماعی قرارداد' نامی کتابیں لکھی ہیں) کا خدا کے بارے میں مشہور جملہ ہے کہ 'دل کی اپنی ایک منطق جو سر کی سمجھ میں نہیں آتی' یعنی بعض اوقات انسان کچھ امور کو اپنے باطن اور ضمیر کی روشنی

میں درک کر لیتا ہے لیکن طائر فکر وہاں تک نہیں پہونچ سکتا۔

٦١۔کیا دل اور عقل کے دلائل ایک ہی طرح کےہوتےہیں؟

کانت کہتے ہیں روسو نے صحیح کہا ہے، پاسکال نے بھی صحیح کہا ہے کہ دل کے پاس اپنے دلائل ہیں سر یعنی عقل کو جن کی خبر ہی نہیں ہے۔

٦٢۔کیا خدا کی پہچان کے دو ذرائع ہیں؛ عقل اور دل؟

کانت کہتے ہیں ان دونوں[1] کاہدف صحیح ہے۔ مقصد یہ کہ انسان کو وجود خدا کے اثبات کے لئے ہمیشہ عقلی دلائل تلاش نہیں کرنے چاہئیں۔ عقلی دلائل اپنی جگہ لیکن دل کے پاس عقلی دلائل سے ہٹ کے کچھ دلیلیں ہیں۔ دل اور ضمیر خدا کی سمت جانے کا ایک راستہ ہے اور عقل دوسرا۔ کوئی ایک راستہ سے جانا چاہتا ہے تو کوئی دوسرے راستہ سے۔

٦٣۔کیا انسان باطنی اور ضمیر کے تجزیہ وتحلیل کے ذریعہ خدا پر ایمان لا سکتا ہے؟

ابھی مجھے ایک حدیث یاد آئی ہے جو اسی موضوع سے تعلق رکھتی ہے اور عام طور پر بیان بھی کی جاتی ہے؛ ایک شخص چھٹے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں کس دلیل کی

---

[1] ۔ عقل اور دل

بنیاد پر وجود خدا پر ایمان لاؤں؟ امام علیہ السلام باطنی اور ضمیر کے تجزیہ وتحلیل کو بنیاد بناتے ہوئے فرمایا کبھی تم نے دریا کا سفر کیا ہے؟ کہنے لگا ہاں، آپ نے فرمایا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تیز ہوائیں چلی ہوں اور سمندر میں غیر معمولی لہریں اٹھنے لگی ہوں (شاید یہ بھی فرمایا کہ تمہاری کشتی میں بھی سوراخ ہو)؟ یعنی ہر شے مایوس ہو چکے ہو؟ اُس نے کہا ہاں اتفاقاً ایسا ہی ہوا ہے۔ فرمایا کیا اُس وقت تمہیں یہ احساس ہوا کہ ابھی بھی کوئی طاقت ہے اگر چاہے تو بچا سکتی ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا وہ طاقت خدا ہے جب تم سارے اسباب تمہارا ساتھ چھوڑ گئے تو یہ تمہارا باطن اور ضمیر ہے جو تمہیں کبھی مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اس لئے کہ واقعاً تمہاراضمیر اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ ایک طاقت ہےکہ جب اس کی مشیت کچھ چاہے گی تو اس کے مقابلہ میں اسباب وعوامل ہیچ ہیں۔ یہ ضمیرسے تعلق رکھنے والا ایک خاص نظریہ ہے جس کی بنیادنفسیات ہیں ارادہ اور عقل نہیں ہے۔ اس کی بنیاد فقط ضمیر ہے۔

٦٤۔ کیا مصلحت آمیز جھوٹ شرانگیز سچ سے بہتر ہے؟

مصلحت آمیز جھوٹ جس کاسعدی تذکرہ کیا ہے ہماری فقہ میں موجود ہے سعدی کہتے ہیں:

دروغ مصلحت آمیز به از راست فتنه انگیز

(مصلحت آمیز جھوٹ شرانگیز سچ سے بہتر ہے)

اس کے بعد جس واقعہ ذکر کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ سعدی اس مسئلہ کو اچھی طرح سجھے تھے کہتے ہیں:

ایک شخص کو بادشاہ کے دربار میں لایا گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کیا کہ اس کا سرقلم کر دیاجائے جب وہ مایوس ہو گیا تو بادشاہ کو گالیاں دینے لگا لیکن بادشاہ کے کانوں تک آواز نہیں جا رہی تھی پوچھا کیا کہہ رہا ہے؟ وزیر نے کہا کہہ رہا ہے 'الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس'۔ وہیں پر ایک شخص جو وزیر کا کوئی کمزور نقطہ ڈھونڈھ رہا تھا تاکہ اسے بادشاہ تک پہونچا کے اسے وزارت سے معزول کرادے اور اس کی جگہ خود وزیر بن جائے کہنے لگابادشاہوں کے حضور ہم جیسوں کو جھوٹ بولنا زیب نہیں دیتا وہ بادشاہ کو گالیاں دے رہا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ قرآن پڑھ رہا ہے! اس پر بادشاہ نے کہا اس کا جھوٹ تمہارے سچ سے بہتر ہے۔ (البتہ سعدی نے کہانی کی صورت میں ایک حقیقت کہنے کی کوشش کی ہے ضروری نہیں کہ ایسا ہی ہوا بھی ہو۔)۔

'دروغ مصلحت آمیز بہ از راست فتنہ انگیز ' یعنی اُس نے جھوٹ بول کے کسی کی جان بچانا چاہی ہے اور تم جھوٹ بول کے کسی جان کو مزید خطرہ میں ڈال رہے ہو۔

٦٥۔ مصلحت آمیز جھوٹ کی کچھ مزید وضاحت کیجئے؟

یہاں ایک بات آپ سے عرض کردوں کہ مصلحت آمیز جھوٹ اورنفع بخش جھوٹ میں فرق ہے۔ بہت سے لوگ

مصلحت آمیز جھوٹ اور نفع بخش جھوٹ میں فرق نہیں کرپاتے یا نہیں کرنا چاہتے۔

مصلحت آمیز جھوٹ سے مراد وہ جھوٹ ہے جس میں اپنی خاصیت ختم ہو کر سچ کی خاصیت پیدا ہو گئی ہومثلاً ایسا جھوٹ جس کی مدد سے کسی کی جان بچ جائے لیکن نفع بخش جھوٹ وہ جس کے ذریعہ انسان اپنا مفاد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مصلحت اور مفاد دو الگ الگ چیزیں ہیں ان میں فرق کیا جانا چاہئے۔

٦٦۔ مصلحت اور حقیقت کی بھی کچھ وضاحت کیجئے؟

مصلحت ، حقیقت کی گرد گھومنے والی شے کا نام ہے، یہ دونوں ایسے بھائی ہیں جنہیں کوئی ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتا۔ مصلحت کی معنی ہیں حقیقت پسندی نہ کہ مفاد پرستی۔ کچھ لوگ جھوٹ بولتے ہیں جب ان سے پوچھا جائے کہ کیوں جھوٹ بولا تو کہتےہیں ہم نے مصلحت آمیز جھوٹ بولا ہے تاکہ ہمیں زیادہ سے فائدہ حاصل ہوجائے، جھوٹ بولا ہے فائدہ کے لئے تو یہ جھوٹ مصلحت آمیز ہوا(اگر ایسا ہو تو دنیا میں کبھی کوئی جھوٹ حرام ہی نہ ہو اس لئے کہ ہر جھوٹ کا مقصد کوئی فائدہ اٹھانا یا کسی نقصان سے بچنا ہی ہوتا ہے)جی نہیں اس شے کا نام مصلحت نہیں ہے یہ سراسر جھوٹ اور حرام ہے۔

٦٧۔ یہ فرمائیے کہ کون لوگ مصلحت آمیز جھوٹ کے سلسلہ میں پریشان رہتے اوراسے اپنے بچوں کے لئے ایک غلط اخلاق تصور کرتے ہیں؟

کچھ لوگ خاص طور پر زردشتیوں نے اعتراض کیا ہے کہ سعدی نے غلط سبق دیا ہے۔ ہمارے ایک فاضل قلم کار نے اپنے ایک مقالہ میں لکھا تھا کہ ہندوستان پر جب انگریزوں نے قبضہ کیا اور وہاں کے اسکولوں کو اپنے زیر انتظام لیاتو حکم دیا کہ سعدی کو نہ پڑھایا جائے اس لئے انہوں نے غلط سبق دیاہے کہ مصلحت آمیز جھوٹ شرانگیز سچ سے بہتر ہے۔ اس کے ذریعہ ابھی سے بچوں کوسچ بولنے سے دور کیا جا رہا ہے۔

٦٨۔ کیوں کچھ لوگ سعدی کے بیان کو گمراہ مانتے ہیں؟

تو کیا پروپگینڈہ کیا کہ دیکھو یہ انگریز لوگ کتنے اچھے ہیں ہندوستانی لوگوں کے کتنے ہمدرد ہیں کہ نہیں چاہتے ان کے بچوں کی غلط تربیت ہو بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے اتنے سچے ہوں کہ مصلحت آمیز جھوٹ تک سے پرہیز کریں۔ لیکن جلد ہی لوگوں کی سمجھ میں آگیا کہ اسکولوں میں سعدی کی تدریس پر اس لئے پابندی عائد نہیں کی گئی ہے کہ سعدی نے مصلحت آمیز جھوٹ کو شرپسند سچ سے بہتر کہا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سعدی نے 'گلستان' کے دیباچہ میں ہی کہا ہے:

ای کریمی که از خزانه غیب

گبر وترسا وظیفه خور داری

دوستان را کجا کنی محروم

توکه بر دشمنان نظر داری

یعنی ابتدا میں ہی بچوں کو سکھایاجا رہا ہے کہ بزدل اور ڈرپوک لوگ خدا کے دشمن ہیں۔ تو انگریزوں نے در واقع اس شعر کی وجہ سے ہندوستان کے فارسی زبان بچوں سعدی کی اشعار پڑھانے پر پابندی عائد کی تھی لیکن یہ کہہ کہ سعدی نے مصلحت آمیز جھوٹ کو شرانگیز سچ سے بہتر کہہ کے بچوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

٦٩۔ سعدی کے اشعار میں جو 'گبرو ترسا' کی لفظیں آئی ہیں ان کی کچھ وضاحت کیجئے؟

ایرانی سعدی ، ایران کے فخر سعدی نے پوری صداقت سے کہہ دیا ہے کہ مقہور اور دبّو انسان خدا کا دشمن ہے۔ اسی وجہ سے 'پورداوود' نے کہا کرتا تھا کہ سعدی کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ سعدی نے گمراہ کن بات کی ہے کہ مصلحت آمیزجھوٹ شرانگیز سچ سے بہتر ہے۔ یہاں بھی لوگ جلد سمجھ گئے کہ سعدی کی غلطی یہ نہیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے بلکہ ان کی 'غلطی' یہ ہے کہ انہوں مقہور اور دبّو وظیفہ خوار کو خدا کا دشمن کہا ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا۔ بلکہ سارا نزلہ اس بات پر گرایا جاتا ہے کہ سعدی نے

یہ کہہ دیا ہے کہ مصلحت آمیز جھوٹ شر انگیز سچ سے بہتر ہے۔

۷۰۔ کیا انسان کا ضمیر اس امر پر راضی ہوجاتا ہے کہ وہ ایسا جھوٹ بولے کہ جس کا نتیجہ کسی ظلم کی صورت میں سامنے آئے؟

بنیادی طور پر یہ بڑی عجیب بات ہے اب چاہے کانت نے کہی ہو یا کسی اورنے۔ کیسے ممکن ہے کہ آدمی یہ اعتقاد قائم کرلے کہ ہر حال میں سچ بولنا ہی چاہئے چاہے سچ اپنی خاصیت کھو بیٹھا ہو۔ وہ سچ بھی بولا جائے جو دنیا میں مظالم اور جرائم کا باعث بنے اور اس جھوٹ سے بھی پرہیز کیا جائے جس سے مظالم رک جائیں ، جانیں بچ جائیں، حقیقتیں محفوظ ہو جائیں۔ کیا ضمیر اس بات کی اجازت دے سکتا ہے؟

۷۱۔ سچ اور سچائی کا فلسفہ واضح کیجئے؟

اگر کسی کو سچ اور جھوٹ کا تجربہ ہو تو وہ ایسی بات نہیں کرے گا۔ بعض دفعہ اس طرح کی باتیں ایسے لوگ کرتے ہیں جنہیں اس سلسلہ کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا مثلاً جس شخص نے زندگی میں کبھی سچ نہیں بولا اگر اس سے پوچھیں کہ کیا ایسے موقع پر جھوٹ بولا جا سکتا ہے جب اس میں کوئی مصلحت ہو؟ تو جواب ہوگا ہرگز نہیں جھوٹ کبھی بھی بولنا صحیح نہیں ہے چونکہ زندگی میں کبھی سچ بولا ہی نہیں تو

اسے کسیے اندازہ ہوگا کہ بعض دفعہ سچ بولناشرانگیزی ہے۔ چونکہ اسے تجربہ نہیں ہے لہٰذا اس کی بات بھی حقیقت سے ہماہنگ نہیں لیکن جو شخص زندگی بھر سچ کہتا رہا ہے واقعاً ایک سچا انسان ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جہاں پر سچ اپنی خاصیت اور حکمت کھو بیٹھتا ہے۔ اسلامی فقہ میں جھوٹ اور غیبت دونوں کو کچہ مقامات جائز ہی نہیں بلکہ واجب کہا گیا ہے اور صحیح بھی یہی ہے۔

۷۲۔ بے جا غیرت کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ایک کہاوت ہے کہ پرانے زمانہ میں ایک شخص نے دکان سے دو قران میں مرغا خریدا۔ مرغا اتنا اچھا تھا کہ اس کی قیمت دو قران سےزیادہ تھی بہرحال خرید لیا۔ جیسے گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی نے کہا یہ کیا لے کے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا 'مرغا' کہنے لگی کیا کوئی غیرتمند مرد گھر میں مرغالاتا ہے؟! عورت نے چہرہ پر نقاب ڈالی اور پردہ میں چلی گئی کہنے لگی میں تو ایسے گھر میں نہیں رہ سکتی جس میں کوئی نر ہو اب یا یہ رہے گا یا میں، میں اب گھر کے کونہ سے نہیں نکلنے والی۔ شوہر نے کہا مرغے کے ساتہ رہنے میں کیا حرج ہے کوئی غیر مرد نہیں ہونا چاہئے ۔کہنے لگی نہیں غیرتمند مرد مرغا بھی گھر میں نہیں لاتا۔ بہت خوش ہوا کہ میری بیوی کتنی باعفت اور پاکدامن ہے۔ مرغے کا اٹھایا اور واپس دکاندار کے پاس جا پہونچا۔ دکاندار سے کہا اگر ممکن ہوتو یہ مرغا واپس لے لو

اور میرے دوآنے واپس کر دو دکاندار نے کہا کیوں بھائی اس مرغے کی قیمت تو اس سے زیادہ تھی دو آنے دس پیسے اس کی قیمت بنتی تھی لیکن ہم نے تمہارے ساتھ رعائت کی ہے۔ وہ کہنے لگا جو بھی مجھے یہ مرغانہیں چاہئے ۔ دکاندار نے کہا اگر سوچ رہے ہو کہ میں تم سے جھوٹ بولا تو دیکھو ایسا نہیں ہے اس کی قیمت واقعاً زیادہ ہے۔ کہنے لگا نہیں یہ وجہ نہیں ہےمجھے پتہ مرغا اچھا ہے لیکن مجھے چاہئے ہی نہیں۔ دکاندار نے کہا کیوں نے چاہئے؟ اس نے کہا جو بھی ہو تمہیں اس سے کیا۔ دکاندار بھی اڑ گیا جب تک بتاؤ گے نہیں کہ کیوں واپس کررہے ہو میں واپس لینے والا نہیں ہوں۔ اِس آدمی نے کہا چلو دوآنے کے بچے تیس پیسے دے دواور مرغا واپس لے لو۔ کہنے لگا نہیں لوں گا۔ آدمی نے کہا تو پھر ایک آنہ دے دو کہنے لگا جب تک وجہ نہیں بتاؤگے میں تمہیں دس پیسے بھی دینے والا نہیں ہوں تمہیں حقیقت بتانا ہی ہوگی۔ کہنے لگا حقیقت یہ ہے کہ میری بیوی بہت ہی باعفت اور پاکدامن ہے وہ گھر میں مرغا رکھنے پر راضی نہیں ہے۔ دکاندار نے مرغا لیا اور اس کے دوآنے واپس کردیے، اس کے بعد کہا'دوآنے لے لو لیکن ایک بات یاد رکھ لو کہ تمہاری بیوی بدکار ہے اگر باعفت ہوتی تو ہرگز ایسی بات نہ کرتی۔ ایسی بات وہی عورت کر سکتی ہے جس کے پاس عفت وپاکدامنی نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ جو عورت پاکدامن ہو وہ کبھی مرغے سے پردہ نہیں کرتی۔

۷۳۔یہ بتائیے کہ ہم کیا کریں کہ ہماری روح کو جھوٹ بولنے کی عادت نہ پڑے؟

اب یہ کہ انسان یہ طے کر لے کہ اسے اس موقع پر بھی سچ ہی کہنا ہے جہاں سچ اپنی خاصیت کھو بیٹھا ہو اس کے سچ کہنے سے خون کی ندیاں بہنے کا خطرہ ہو تو یہ مرغے سے پردہ کرنے جیسا ہے۔ البتہ اس مقام پر اسلام نے ایک اور بات کی ہے بڑا اہم نقطہ بیان کیا ہے۔ اسلام کا کہنا ہے کہ اس بات سے بچنے کے لئے کہ تمہاری روح کو جھوٹ بولنے کی عادت نہ پڑ جائے جہاں جھوٹ بولنے کی مجبوری ہو وہاں ذہن میں کچھ اور رکھو اور زبان پر کچھ اور لاؤ۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ جب تک مجبوری نہ ہو جب تک جھوٹ مصلحت نہ بن جائے جب تک سچ اپنی افادیت کھو نہ بیٹھے تب تک ایسا کر نے کی ہر گز اجازت نہیں ہے۔

۷۴۔نفع بخش جھوٹ اور مصلحت آمیز جھوٹ کا فرق بتائیے؟

جیسا کہ میں نے کہا نفع بخش جھوٹ کو غلطی سے یا جان بوجھ کر مصلحت آمیز جھوٹ نہ سمجھا جائے۔ اسلامی فقہ کے مطابق جہاں واقعاً مصلحت ہو، سچ بولنے سے معاشرہ اور افراد معاشرہ کا امن وسکون خطرہ میں پڑ جائے مثلاً دشمن کے جاسوس مظلوم افراد کو گھر گھر ڈھونڈھ رہے ہوں اگر تم سے پوچھیں کہاں ہیں تو کہوکہ میں تو سچاآدمی ہوں لہذا ان سے بتادیتا ہوں تم سچے نہیں فسادی اور مجرم

ہو۔جہاں مجبوری ہووہاں مصلحت کی خاطر نہ کہ اپنی ذاتی مفاد کی خاطر جھوٹ بول دو۔

٧٥۔ذہن کو جھوٹ کا عادی ہونے سے بچانے کے لئے ایسے موقع پر کیا کیا جائے؟

ذہن کو گمراہ اور برائی کا عادی ہونےسے بچانے کے لئے ذہن میں کچھ رکھو اور زبان سے کچھ اور کہو مثلاً جب پوچھا جائے کہ 'تم نے نہیں دیکھا؟' کہہ دو 'نہیں' لیکن اس نہیں سے تمہاری مرادکچھ اور ہو، ذہن کو براہ راست جھوٹ میں مبتلا نہ کرو تاکہ ذہن جھوٹ بولنے کا عادی نہ ہوجائے ۔اسے 'توریہ ' کہا جاتا ہے۔امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ سرکار ختمی مرتبت نے فرمایا'لایستقیم ایمان عبد حتّٰی یستقیم قلبہ ولا یستقیم قلبہ حتّٰی یستقیم لسانہ'۔اب کچھ لوگ مستقل جھوٹ بولتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم توریہ کر رہے ہیں، ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں بہرحال مجھے ان سے کوئی غرض نہیں میں حقیقت آپ کے سامنے عرض کررہا ہوں۔

٧٦۔کیااخلاق خوبصورتی کے عنوان کے تحت آتا ہے؟

ہم نے بیان کیا کہ اخلاق کے سلسلہ میں ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ خوبصورتی کے عنوان کے تحت آتا ہے۔دنیا کے حقائق کے درمیان اعلیٰ ترین حقائق وہ ہیں جن کے بارے میں 'کیا ہے؟' کا سوال صحیح نہیں ہے۔کیا خوبصورتی کی تعریف

ممکن ہے؟ ہر گز نہیں فصاحت کے سلسلہ میں جو کہ خوبصورتی کی ہی ایک قسم ہے علماء کہتے ہیں کہ اس کی حقیقی تعریف نہیں کی جا سکتی یہ ان امور میں سے ہے جنہیں 'مایُدرک ولا یوصف' کہا جاتا ہے یعنی انہیں محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی ۔ دنیا میں ایسی بہت سی چیزیں جن کا وجود انسان محسوس تو کرتا ہے لیکن ان کی تعریف نہیں کر سکتا خوبصورتی بھی انہیں میں سے ایک ہے۔

٧٧۔ آپ خوبصورتی کسے قرار دیتے ہیں؟ کیااعضاء کا ایک دوسرے سے تناسب خوبصورتی نہیں ہے۔

افلاطون سے خوبصورتی کی ایک تعریف بیان کی ہے۔ پہلے تو یہی طے نہیں کہ یہ تعریف صحیح ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ تعریف پوری نہیں ہے۔ افلاطون کا کہنا ہے 'خوبصورتی اجزاء کا کل کے ساتھ ہماہنگ ہونا ہے'۔ اگر ہمارے پاس ایک 'کل' ہوجیسے ایک عمارت اگر اس کے سارے اجزاء دروازہ، دیواریں، ستون، چھت سب ایک خاص طریقہ سے ایک دوسرے سے ہماہنگ ہوں تو کہاجائے گا کہ یہ عمارت خوبصورت ہے۔ ایک کل تبھی خوبصورت ہوگا جب اس کے اجزاء ایک دوسرے سے ہماہنگ ہوں۔

۷۸۔ یہ فرمائیے کہ کیا خوبصورتی کی تعریف ممکن ہے؟

چلیں فرض کر لیتےہیں کہ افلاطون کی بات صحیح ہے اور تناسب کے معنی یہ ہوئے کہ اجزاء میں ایک خاص نسبت ہو تو کیا خوبصورتی کے معاملہ یہ معین کیا جاسکتا ہے کہ وہ نسبت کیا ہے؟ کیا جس طرح پانی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں ایچ کتناہے اور او کتنا اسی طرح سے یہاں بھی کچھ معین کیاجا سکتا ہے؟ نہیں کہی جا سکتی۔ کیا ہم میں اتنی صلاحیت ہونا ضروری ہے کہ ہم ہر چیز کی تعریف کر سکیں؟ ہر گز ضروری نہیں ہے، کسی حقیقت کے وجود کا اعتراف کرنے کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں ہے کہ ہم پہلے اس کی تعریف کریں۔ اگر ہم کرپائے تو تعریف کریں گے اور اگر نہیں کر پائے تو کہیں گے کہ ہم اِس کی حقیقت کا ادراک تو نہیں لیکن یہ موجود ضرور ہے۔ خوبصورتی موجود ہے گو انسان اس کی تعریف کرنے سے عاجز ہے اتنا ہی نہیں انسان اسی برقی طاقت کی تعریف نہیں کرسکتا لیکن اس کے وجود میں شک نہیں کرتا۔

۷۹۔ کیا خوبصورت شے سب کو خوبصورت محسوس ہوگی؟

آپ ملاحظہ کیجئے کہ ایک انسان کی نظر میں کوئی شےیا دوسرا انسان (معشوق) غیر معمولی حد تک خوبصورت ہوتا ہے درحالیکہ دوسرا انسان اسی انسان کو خوبصورت نہیں سمجھتا۔ تو پتہ چلا کہ ان افراد کے بقول خوبصورتی ایک حقیقت مطلقہ نہیں ہے بلکہ ممکن ہے ایک انسان، ایک انسان کی نظر انتہائی خوبصورت ہو جبکہ وہی انسان کسی

دوسرے انسان کی نظر میں قطعی خوبصورت نہ ہو۔ لیلی مجنوں کی کہانی بھی یہی تھی۔

۸۰۔ خوبصورتی میں نسبت کا مفہوم کیا ہے؟

مجنوں جب نے اپنی لیلی کی تعریف میں اتنے اشعار کہے اور غزلیں گائیں تو ہارون الرشید نے سوچا کہ لیلی ایک صنم ہوگی جس کی مثال کائنات میں نہ ملے گی۔ لیکن جب صحراکی رہنے والی بدو لیلیٰ کو جنگل سے لایا گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک عام کالی سے عورت ہے ، توجہ کے لائق بھی نہیں۔

بہ مجنون گفت روزی عیب جویی

کہ پیدا کن بہ از لیلیٰ نکویی

چومجنون این سخن بشنیدآشفت

درآن آشفتگی خندان شد وگفت

تو مو می بینی ومجنون پیچش مو

توابرو واواشارتهای ابرو

اگر در کاسہ چشمم نشینی

بہ جز خوبی لیلیٰ نبینی

(ایک دن کسی عیب داں نے مجنوں سے کہا کہ کوئی لیلی سے اچھی ڈھونڈھ لو تو مجنوں یہ سن کردکھی ہو گیا اسی عالم میں ہنسا اور کہا تم زلفیں دیکھتے ہو تو میں بالوں کا الجھاؤ تم ابرو دیکھتے ہو تو میں ابرو کے اشارے۔ اگر میری آنکھوں میں بس کے دیکھو تو تمہیں لیلیٰ سے زیادہ کوئی خوبصورت دکھائی نہیں دے گا)۔

یہاں خوبصورتی کا نسبی ہونا بیان کیا گیا ہے کہ لیلی مجنوں کے لئے خوبصورت ہے لیکن کسی اور کے لئے نہیں۔

۸۱: یہ فرمائیے کہ کیا خوبصورتی سے پیار آتا ہے یا پیار سے خوبصورتی؟

یہ بھی ایک مسئلہ ہے ۔ کہاجاتا ہے کہ عام انسانوں کے اس تصور کے برخلاف کہ خوبصورتی پیارکی خالق ہے پیارخوبصورتی کا موجد ہے۔ مطلب یہ کہ ایسا نہیں ہے کہ پہلے خوبصورتی ہوتی ہے پھر خوبصورتی کے نتیجہ میں پیار ہوتا ہے بلکہ اس کے بالکل برعکس پہلے عشق ہوتا ہے پھر عشق خوبصورتی کی تخلیق کرتا ہے۔ البتہ اس نظریہ میں مبالغہ آرائی ہے باہری دنیا(عالم حقیقت) میں خوبصورتی کے وجود سے پوری طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۸۲۔ خوبصورتی مطلق ہے یا نسبی؟

اب یہ کہ خوبصورتی مطلق ہے یا نسبی ؟ اب یہ بھی ضروری نہیں کہ ہم اس امر بہر صورت تحقیق کریں کہ

خوبصورتی حقیقت مطلقہ ہے یا نسبیہ ؟ قدر مسلم یہ ہے کہ باہری دنیا (ذہن سے باہر) میں خوبصورتی نام کی ایک چیز ہے ۔ ایسا نہیں ہے کہ خوبصورتی سو فیصدعشق کی پیداوار ہو اور عشق ایک لایعنی حقیقت ہو۔ جی نہیں بلکہ خوبصورتی خود ایک حقیقت ہے نسبیہ ہی سہی بہرحال ایک حقیقت ہے۔

۸۳۔ کیا ہر خوبصورتی کے اندر کشش ہوتی ہے؟

ایک طرف حسن، جمال اورکشش، دوسری طرف عشق، چاہت، طلب، حرکت، تعریفیں۔ یہ سب ایک دوسرے سے ملے حقائق ہیں۔ جہاں حسن ہو وہاں کشش بھی ہوتی ہے۔ خوبصورتی میں کشش ہوتی ہے۔ جب ایک موجود میں حسن ہو گا تو دوسری موجود میں عشق ہوگا، طلب ہوگی، تحرک ہوگا۔ مطلب یہ کہ خود حسن تحرک کا باعث ہے یہاں تک کہ فلاسفۂ الٰہی بھی یہی کہتے ہیں کہ اس دنیا کی تمام حرکتیں یہاں تک کہ وہ جوہری اور بنیادی حرکت جو عالم طبیعت کے کارواں کو ایک موجود کی صورت میں حرکت میں لائے ہوئے ہے عشق کی پیداوار ہے۔ 'کتحریک المعشوق للعاشق وتحریک المعلل للمتعلل' اس طرح کی باتیں کہتے ہیں بہر حال یہ موضوع کافی طولانی ہے۔

۸۴۔ کیا حسن فقط ظاہری ہوتا ہے یا کوئی چیز باطنی لحاظ سے بھی خوبصورت ہو سکتی ہے؟

بہت سے افراد شاید پھول کی صرف خوشبو سونگھتےہیں درحالیکہ جن کی آنکھیں حسن سے آشناہیں انہیں پھول کی خوشبو سے قبل اس کے حسن کا احساس ہوتا ہے یعنی حسن کی زیادہ اہمیت کے قائل ہیں۔ پھولوں کا حسن، درختوں کا حسن، جنگلوں کا حسن، وادیوں کا حسن، پہاڑوں کا حسن، ہمارے سروں پر قائم آسمان کا حسن، افق کا حسن، سفیدی صبح کا حسن، طلوع آفتاب کا حسن، غروب آفتاب کاحسن، شفق کا حسن۔ عالم طبیعت میں ہزاروں قسم کے حسن ہیں۔ حسن صرف جنسی خواہشات تک محدود نہیں ہے۔ جو حسن کو صرف جنسی خواہشات میں محسوس کرتا ہے وہ در حقیقت حسن ہی کا ادراک نہیں کر پاتا۔ حسن صرف جنسی خواشات تک محدود نہیں ہےجیسے ہی نام لیجئے 'حسن' کچھ لوگ سوچنے لگتے ہیں کہ بس جنسیات کی گفتگو آ گئی۔ ایسا نہیں ہے ۔ عالم طبیعت میں ہزاروں قسم کے حسن ہیں اور ہم نے جو ابھی نام لئے ہیں یہ توفقط بصارت اور آنکھوں سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

۸۵۔ حسن کی کتنی قسمیں ہیں؟

محسوس قسم کے حسن تقریباًعوام کی اکثریت درک کرتی ہے۔ کیا غیر محسوس اورروحانی حسن بھی پایا جاتا ہے؟ جی ہاں ان کی تعداد بھی بہت ہے ۔ ایک مثال اسی حسن کی ہے جوقوّۂ خیال یعنی ذہنی تصویروں سے تعلق رکھتا ہے۔

۸۶۔ کبھی کوئی فصیح وبلیغ جملہ انسان کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے، ایسا کیوں ہوتاہے؟

فصیح وبلیغ جملہ کیوں انسان کی اپنی جانب کھینچتا ہے؟ سعدی کی نثر ونظم کیوں پر کشش ہے؟ سعدی کو گذرے تقریباً سات سو سال ہو گئے ہیں ابھی بھی ان کے چھوٹے چھوٹے جملے زبانزد خاص وعام ہیں اور انسان سنتے ہیں ان کی جانب کھنچ جاتا ہے، ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یہ کام حسن کررہا ہے وہ حسن کون سا ہے؟ کیا حسن لفظ ہے؟ جی نہیں لفظ نہیں بلکہ لفظ کے معنی ہیں۔ البتہ بعض اوقات فصاحت میں خود الفاظ کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن فقط لفظ کا یہ کام نہیں ہے بلکہ الفاظ کے حقیقی اور ذہنی معانی اتنی خوبصورتی سے ایک دوسرے کے ساتھ رکھے گئے ہیں کہ انسان کی روح کو اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ حافظ اور مولاناروم کے اشعار بھی اسی نوعیت کے ہیں۔

۸۷۔ کیا شعر انسان کو مدہوش یا آپے سے باہر کر سکتا ہے؟

جو 'خیال' کو درک کرلیتے ہیں بعض اوقات یہ اشعار ان کے لئے اس قدر مسحور کن واقع ہوتے ہیں کہ انہیں مدہوش یا آپے سے باہر کر دیتے ہیں۔ ادیب پیشاوری مرحوم ایک مایہ ناز ادیب اور قدیم حوزۂ علمیہ کے ورثہ دار تھے۔ ہم نے ان کا زمانہ نہیں پایابس ان کی تصویر دیکھی ہے۔ سید تھے اور واقعاً اہل علم لگتے ہیں۔ واقعاً ادب کی بے مثال اور غیر معمولی شخصیت تھے۔ خود بھی کبھی شعر کہتے تھے۔ میں

نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ ادیب مرحوم کا کہنا ہے کہ 'زندگی میں دوبار کسی نظم نے مجھے بے ہوش کیا ہے؛ ایک بار حافظ کی ایک غزل پڑھتے ہوئے اتنا متأثر ہوا کہ بے ہوش ہو گیا۔ مشہور غزل ہے:

زان دلنوازم شکری است باشکایت   گرنکتہ دان عشقی
بشنو تو این حکایت

بی مزد بود ومنت هر خدمتی کہ کردم   یا رب مباد کس را
مخدوم بی عنایت

۸۸۔ کیا اخلاق ومذہب یکجا ہو سکتے ہیں؟

بعض لوگوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ بنیادی طور پر مذہب واخلاق یکجا ہو ہی نہیں سکتے اس لئے کہ مذہب کے معنی یہ ہیں کہ انسان خدا کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کی دو ہی صورتیں ہیں یا جنت کی لالچ میں کی جائے گی یا جہنم کے ڈر سے دونوں ہی صورتوں میں گھما پھرا کر مادی فوائد ہی پیش نظر ہیں در حالیکہ اخلاقی کام باعظمت و مقدس ہوتا ہے یعنی اسے اس کی عظمت وتقدس کے باعث ہی انجام دیا جاتا ہے۔

۸۹۔ یہ فرمائیے کہ کیا اسلام میں عبادت کے درجات ہیں؟

مقدس اسلام کی نظر میں عبادت کے مختلف درجے ہیں؛ سب سے اعلیٰ عبادت وہ ہوتی ہے جس میں ان میں سے کچھ بھی

نہیں ہوتا یعنی نہ اس میں جنت کی لالچ ہوتی ہے نہ جہنم کا خوف۔ البتہ بہرحال جنت کی لالچ یاجہنم کے خوف سے کی جانے والی عبادت بھی عبادت ہی ہوتی ہے۔

۹۰۔ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں لوگوں کی عبادت کتنی طرح کی ہے؟

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: لوگ تین طرح کی عبادت کرتےہیں؛ کچھ لوگ ثواب کی لالچ میں خدا کی عبادت کرتے ہیں 'فتلک عبادۃ التجار' یہ تاجروں کی عبادت ہے یعنی ایسے لوگ خدا کے ساتھ تجارت کرنا چاہتے ہیں، کچھ دے کے اس سے زیادہ لینا چاہتے ہیں۔ کچھ خوف اور ڈر کی وجہ سے خدا کی عبادت کرتے ہیں فرمایا یہ غلاموں والی عبادت ہے۔۔۔ اورکچھ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہیں۔

۹۱۔ انسان کی خدا پرست فطرت کی کچھ وضاحت کیجئے؟

بعض احادیث میں خدا سے محبت کی بنا پر اس کی عبادت کا تذکرہ بھی آیا ہے یعنی چونکہ خدا سے محبت ہے اس لئے انسان اس کی عبادت کرتا ہے۔ در واقع ایسے انسان کی فطرت اس کے شعورمیں جلوہ گر ہےاب یہ خدا کی ایسے عبادت کرتا ہے جیسے خدا پرستی کی فطرت کا تقاضا ہے۔ چونکہ خدا سے محبت کرتا ہے اس لئے اس کی عبادت کرتا ہے۔ اگر خدا نے جنت وجہنم خلق نہ کی ہوتی تب یہ خدا کی عبادت

کرتا۔۔ خدایا! میں نے تیری عبادت نہ جہنم کے خوف کے باعث کی ہے نہ جنت کی لالچ میں۔۔۔

۹۲۔ مولائے کائنات نے کیا فرمایا کہ وہ خدا کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟

فرمایا تجھے عبادت کے لائق جانا ہے اس لئے تیری پرستش کرتے ہیں۔ یہ اھلاً للعبادہ کے اندر بہت سے معانی ومفاہیم پوشیدہ ہیں۔ فقط وجہ یہی ہے کہ تو، تو ہے اور میں، میں ہوں اسی لئے تیری عبادت کرتا ہوں۔ دنیامیں سب سے زیادہ طبیعی امر یہی ہے کہ تو معبود ہو اور میں عابد۔ مجھے نہیں معلوم دعائے کمیل یا دعائے عالیۃ المضامین کے مفاہیم کی جانب آپ کی توجہ ہے یا نہیں۔ دعائے کمیل کا 'الّٰھم اِنّی اسئَلکَ برحمتک الّتی وسعت کل شیء' سے لے کر 'وسلم تسلیماًکثیراً' تک سمجھ کر مطالعہ کیجئے ترجمہ اور مفاہیم پر غور کرکے ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات کیا فرما رہے ہیں، عشق وشوق اورشکر کی عبادت کا مفہوم کیا ہے، اپنے آپ کو بھول جانے کے معنی کیا ہیں۔ اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ مولا کی منطق میں ذرہ برابر کجی یا مبالغہ نہیں ہے خاص طور پر اس وقت جب آپ خدا سے محو مناجات ہوں۔

۹۳۔ کیا حقیقی عاشق صبر برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام دعائے کمیل میں فرماتے ہیں 'وھٰذاما لا تقوم لہ السمٰوٰتُ ولارضُ' جہنم کی آگی دنیا کی آگ کی طرح نہیں ہے ، یہ ایسی آگ ہے جس کے سامنے زمین وآسمان ٹک نہیں سکتے پھر وہیں پر فرماتے ہیں 'ھب لی صبرت علیٰ عذابک فکیف اصبر علی فراقک۔ ھب لی صبرت علیٰ حر نارک فکیف اصبر عن النظرالیٰ کرامتک' اگربالفرض ایسا عذاب برداشت کرنے کی طاقت مجه میں ہو میں برداشت کر بھی جاؤں لیکن تیری جدائی تو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا(عاشقانہ عبادت کے معنی یہ ہیں)۔ بالفرض اُن ساری گرمیوں پر صبر کرلوں تو بھی اس بات پر توصبر نہیں کر سکتا نا کہ تیرے کرم نے مجه سے منہ موڑ لیا ہے اور تیرا لطف سے مجھے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس پر علی ہر گز صبر نہیں کر سکتا۔ خدا کو لائق عبادت جان کر کی جانے والی عبادت یہی ہے۔ انسان کا مقام اس سے کہیں بلند ہے، اس طرح کی عبادت علی سے ہی مخصوص نہیں ہے۔ دنیا میں بہت سے ایسے انسان ہیں جو اس منزل پر پہونچ جاتے ہیں کہ جہاں حافظ کہتا ہے:

درضمیر ما نمی گنجد بہ غیر از دوست کس

ھردوعالم رابہ دشمن دہ کہ مارادوست بس

(دوست کے علاوہ کوئی خانۂ دل میں آہی نہیں سکتااب دونوں جہاں میں دشمن ہی ملیں (اس لئے کہ دوست حقیقی ملنے جانے کے بعد)کسی دوست کی ضرورت ہی نہیں رہی)۔

٩٤۔ روح کی کچھ وضاحت کیجئے؟

روح کی دنیا ہی عجیب ہے۔ کائنات کی سب سے حیرت انگیز دنیا انسان کی روح کی دنیا ہے۔ بعض اوقات میں اپنے سامنے روح انسانی کوایک ایسے ٹیپ ریکارڈر سے تشبیہ دیتا ہوں جس میں صرف ایک کیسٹ نہ پڑتی ہو کہ بس ایک ہی کیسٹ ڈال کے اسی کو سنا جائے بلکہ ایسا ٹیپ ریکارڈر کہ اس کا جو بٹن دبائیے اس سے ایک الگ کیسیٹ پلے ہو۔ مثلاًایک بٹن دبائیے تو عبد الباسط کی تلاوت چلنے لگے، دوسرا دبائیے تو کوئی دینی تقریرچلنے لگے، اسی طرح اگلا بٹن دبائیے تو کوئی ترانہ وغیرہ چلنے لگے آپ پر منحصر ہے کہ آپ کس بٹن پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

٩٥۔ کیا خدا نے ایک انسان کو مختلف صلاحیتیں دی ہیں؟

واقعاً انسان کی روح کا یہی حال ہے یعنی خداوند متعال نے انسان کے وجود میں گوناگوں صلاحیتیں رکھی ہیں۔ انسانیت کی قیادت کی ذمہ داری اٹھانے والے انہیں صلاحیتوں میں سے کسی ایک پر انگلی رکھتے ہیں تو نتیجتاً کبھی کوئی ایسی قوم نظر آتی ہے جس میں قوم پرستی اور سیاسی جوش

وولولہ کے سواکچھ ہے ہی نہیں مطلب یہ کہ اس میں یہی کیسیٹ چلائی گئی ہے۔ دوسری قوم آپ ملاحظہ کرتے ہیں تو اس کی ہر فرد زہد اور ریاضت کی باتیں کرتی نظر آتی ہے اس کے علاوہ خاموشی ہے۔ ہر اخلاقی مکتب فکر نے روح انسان کی کسی ایک ہی خصلت کا بٹن دبایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیاکوئی ایسا بٹن بھی ہے جسے دبانے سے یہ ساری کیسٹیں پلے ہونے لگیں؟

۹۶۔ فرمائیے کہ کون سا مکتب فکر جامع ہے؟

جامع مکتب فکر وہ ہےجو روح کی اس نبض پر ہاتھ رکھ سکے جس پر ہاتھ رکھنے سے انسان کی تمام صلاحیتیں اس طرح حرکت میں آجائیں کہ سب ایک دوسرے سے ہماہنگ اور افراط وتفریط سے خالی ہوں۔

۹۷۔ خداوند کریم نے نفس سے جہاد کرنے والے شخص کے لئے کیا اجر رکھا ہے؟

قرآن اور دیگر مذہبی دستاویزات میں ہمیں ایسی منطق نظر آئے گی کہ اگر ہمیں اس کا پوری طرح علم نہ ہو تو ہم سجھیں گے کہ اس میں تناقض ہے۔ مثلاً قرآن میں جب انسان کے نفس یعنی خود انسان کا تذکرہ ہوا ہے تو کبھی اس طرح کہ نفسانی خواہشات کا مقابلہ کرو، نفس کے ساتھ جہاد کرویہ برائیوں کا حکم دیتا ہے۔ 'وامّا من خاف مقام ربّہ ونھی النفس عن الھویٰ فأِنَّ الجنّۃَ ھیَ المأوی' جو شخص اپنے پروردگار

مقام ورتبہ سے ڈرے اور نفس کو ہوا ہوس میں پڑنے سے روکے اس کی پناہ گاہ جنت ہے۔

۹۸۔حضرت یوسف   اپنے نفس کو کیسے دیکھتے تھے؟

'فأمّا من خاف طغیٰ آآثر الحیاۃ الدنیا فأنّ الجحیم ھی المأوی'۔'أفرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ' کیا تم نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی ہوانفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟ اسی طرح حضرت یوسف   کی زبانی نقل ہے کہ آپ اپنے نفس کے سلسلہ میں بدگمان رہتے تھے۔'وماأبری ء نفسی انّ النفس لأمّارۃٌ بالسوء'۔

۹۹۔کلمہ نفس کی کچھ وضاحت کیجئے؟

جس چیز کو قرآن نے نفس یا خود کے نام سے تذکرہ کیا ہے اس سے انسان کو بدگمان رہنا چاہئے، سے ایک دشمن کے بطور دیکھنا چاہئے۔اسے ہرگز اپنے اوپر مسلط ہونے کی اجازت نہ دی جائے اور نہ خود اس کا مطیع وفرمانبردار ہوا جائے۔

۱۰۰۔کیا کہیں نفس کی تعریف بھی کی گئی ہے؟

ہمیں ایسی آیات بھی ملتی ہیں جن میں نفس (جس کے معنی خود کے ہیں) کی تعریف بھی کی گئی ہے۔'ولا تکونو کالذین نسوا اللہ فأنساھم انفسھم' ان لوگوں میں سے مت ہوجاؤ جنہوں نے اپنے خداکو بھلا دیا ، خدا نے بھی انہیں اپنا آپ اپنا نفس

فراموش کرا دیا۔ اگر یہ نفس وہی نفس ہے تو بہت اچھا کہ بھولا ہی رہے۔

۱۰۱۔ کیا نفس کو برباد کرنے سے انسان کو کوئی بہتر شے ہاتھ آ جائے گی؟

'قل ان الخاسرین الذین خسرو انفسهم' کہہ دیجئے کہ نقصان اٹھانے والے وہ نہیں ہیں جن کے ہاتھ سے مال و دولت چلی گئی ہو۔ مطلب یہ کہ یہ ایک چھوٹا نقصان ہے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان کا نفس اس کے ہاتھ سے چلا جائے، اپنا خود کھو بیٹھے۔ آج کے ایگزسٹینالسٹس کی زبان میں اپنا آپ کھو بیٹھے ۔ دولت کی اتنی قیمت نہیں ہے انسان کا دنیا کا سب سے بڑا سرمایہ اس کا نفس ہے اگر کوئی اپنے آپ کو کھو بیٹھا تو اس کے بعد اس کے پاس جو کچھ بھی ہو گویا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ قرآن میں کئی لفظیں آئی ہیں؛ خود کو بھول جانا، خود کو کھو دینا، خود کو فروخت کر دینا وغیرہ کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے کہ انسان کو اپنے آپ کو بھولنا نہیں چاہئے اور دوسری جانب حکم ہے کہ انسان کو اپنے ہوا وہوس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

۱۰۲۔ سنت وحدیث کی روسے نفس کی کیا حیثیت ہے؟

اب آئیے حدیث ملاحظہ کرتے ہیں۔ نہج البلاغہ کا مطالعہ کیجئے تو ایک جگہ نظر آتا ہے کہ نفس اور نفسانی خواہشات کی بہت سخت مذمت کی گئی ہے اور اکثر مقامات ایسے ہی

ہیں 'المؤمن لا یمسی ولا یصبح الا ونفسہ ظنون عندہ' مومن کی خاصیت ہی یہی ہے کہ اس کی اپنے نفس سے بد گمان رہے بغیر نہ صبح ہوتی ہے نہ شام۔ ہمیشہ اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے۔ جیسے انسان کا کوئی خائن پڑوسی ہو، آپ کو اس پر بھروسہ نہ ہو تو ہر وقت آپ کو یہ فکر لگی رہے گی کہ کہیں یہ کوئی خیانت نہ کر دے۔ مولائے کائنات فرماتے ہیں 'مومن کو ہمیشہ اپنے نفس کو ایک خائن کے بطور دیکھنا چاہئے، جس پر انسان بھروسہ نہیں کرتا اور بدگمان رہتا ہے۔

۱۰۳۔ نفس کی کرامت اور عزت کیونکر حاصل ہو گی؟

امام سجاد علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ 'من اعظم الناس خطراً' لوگوں میں سب سے اہم شخص کون ہے؟ فرمایا 'من لم یرالدنیا خطراً لنفسہ' جو پوری دنیا کو اپنے برابر نہیں سمجھتا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں 'من کرمت علیہ نفس ھانت علیہ شھواتہ' جس شخص کے نزدیک اس کا نفس، جان اور خود معزز ہو، جو شخص اپنے نفس کی بلکہ اپنی عظمت وکرامت درک کرتا ہو اس کے سامنے نفسانی خواہش بے وقعت ہے اور خواہش سے مقابلہ بھی چھوٹا موٹا کام ہے۔ کرامت نفس، عزت نفس، نفسات نفس اور احترام نفس وغیرہ جیسی لفظیں اور اصطلاحیں اس باب میں استعمال ہوئی ہیں۔

۱۰۴۔ کس طرح انسان خداکی سمت جا سکتا ہے؟

اسلام نے انسانی اخلاق کو نئی زندگی دینے کے لئے، انسان کا رخ اخلاق کی طرف موڑنے کے لئے روح کی جس نبض پر ہاتھ رکھا ہے اس کا نام ہے عزت نفس، کرامت نفس۔

۱۰۵۔ عزت کن لوگوں سے مخصوص ہے؟

'وللہ العزّۃ ولرسولہ وللمؤمنین' عزت خدا، اس کے رسول اور مؤمنین سے مخصوص ہے، مؤمن کو ہمیشہ صاحب عزت ہونا چاہئے اور مؤمن ہمیشہ صاحب عزت ہے۔

۱۰۶۔ لوگوں کے ساتھ ہمارا رہن سہن کیسا ہو؟

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں 'ولا تکن فظاً غلیظاً یکرہ الناس قربک ولاتکن واھناً یحقرک من عرفک' لوگوں کے ساتھ تمہارا برتاؤ درمیانہ ہو نہ اتنے بداخلاق، تندمزاج، بدزبان اور روکھے ہوجاؤ کے لوگوں کو تمہارے پاس آنا اچھا نہ لگے اور نہ اتنے ہلکے پھلکے ہوجاؤ کہ جو بھی تم سے ملے تمہاری توہین کرے۔ مؤمن کو ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہئے جس سے دوسرے اس کی توہین کریں۔

۱۰۷۔ یہ فرمائیے کہ کیا شجاعت اور قوت بازو ایک ہی شے ہیں یا الگ الگ؟

بہادری اور قوت بازو میں فرق ہے بہادری وشجاعت قلبی طاقت کا نام ہے ۔ اس کی ضد بزدلی اور تہور ہے۔ لہٰذا

شجاعت کے معنی یہ ہوئے کہ آدمی نڈر بھی ہو اور محتاط بھی۔انسان اتنا ہی بہادر ہوگا جتنی اس کی روح میں مرادنگی ہوگی۔'وعفتہ علیٰ قدر غیرتہ' بڑا عجیب جملہ ہے ۔انسان میں اتنی ہی عفت وپاکدامنی ہوگی جتنی اس میں غیرت ہوگی یعنی جن لوگوں میں عفت نہیں ہوتی، جن مردوں کا دامن پاک نہیں ہوتاوہ بے غیرت ہوتے ہیں۔جن کے دامن پاک نہیں ہوتے، دوسروں کی ناموس کے سلسلہ میں باعفت نہیں ہوتے ان کے پاس اپنی ناموس کے سلسلہ میں بھی غیرت نہیں ہوتی یعنی اگر غیرت ہوتی تو ممکن نہیں تھا کہ عفت نہ ہوتی۔

۱۰۸۔غیرت کے فوائد کیا ہیں؟

'مازنی غیورقط' غیرتمندکبھی زنانہیں کرتا، جو بھی زنا کرے یقیناً بے غیرت ہوگا۔مطلب یہ کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتاکہ کوئی دوسرا اس کی ناموس کے ساتھ زنا کرے۔

امام حسن علیہ السلام کے نام لکھے اپنے خط میں مولا فرماتے ہیں 'لاتکن عبد غیرک فقد جعلک اللہ حراً' دنیا میں کبھی کسی کے غلام نہ بننا اس لئے کہ خدا نے تمہیں آزاد خلق کیا ہے۔

۱۰۹۔کیاجملہ مذاہب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے انسان کو آزاد خلق کیا ہے؟

فرانسیسیوں کی جانب سے شائع کردہ انسانی حقوق چارٹر اسی سنہرے فقرہ سے شروع ہوتاہے کہ 'خدا نے انسان کو

آزاد خلق کیا ہے' امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اِن سے بارہ سو برس پہلے فرما دیا تھا'لاتکن عبد غیرک فقد جعلک اللہ حراً' ہر گز کسی کی غلامی اختیار نہ کرنا خدا نے تمہیں آزاد خلق کیا ہے۔

سوالات

۱۔انسانی افعال کن افعال کے بالمقابل کہا جاتا ہے؟

الف۔معمولی افعال

ب۔طبیعی افعال

ج۔فطری افعال

د۔الف اور ب صحیح

۲۔قرآن کریم کے بعد ہمارے پاس موجودسب سے پرانی کتاب کون سی ہے؟

الف۔صحیفہ سجادیہ

ب۔نہج البلاغہ

ج۔صحیفہ مہدیہ

د۔ کوئی بھی جواب صحیح نہیں

۳۔ 'ان الشکر من الحسنۃ والغضب من السیِّئۃ' کا کیا مطلب ہے؟

الف۔ نیکیوں پر شکریہ ادا کرنا

ب۔ برائیوں سے دور رہنا

ج۔ نیکیوں کی طرف آگے بڑھنا

د۔ الف اور ب صحیح

۴۔ 'مولائے کائنات کے دیوان میں سفیہ کن معنی میں استعمال ہوا ہے؟

الف۔ پاگل

ب۔ جاہل اور نادان

ج۔ بے ضمیر

د۔ ان پڑھ

۵۔ امام سجاد علیہ السلام خدا سے کس زیور سے مزین ہونے کی دعا کرتے ہیں؟

الف۔ تقویٰ کے زیور سے

ب۔ سچائی کے زیور سے

ج۔ صالحین کی زیور سے

د۔ پرہیزگاری کے زیور سے

۶۔ غیظ وغضب کی نفسیاتی کشیدگی کی مثال کس چیز سے دی جاتی ہے؟

الف۔ نزلہ

ب۔ غدود

ج۔ ٹیومر

د۔ جلے زخم سے

۷۔ دومؤمنوں میں لڑائی کی مثال کس چیز سے دی گئی ہے؟

الف۔ خانہ جنگی

ب۔ شرپسندی

ج۔ فسادات

د۔ سبھی جوابات صحیح

۸۔ حسن ظن کا ماحول قائم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

الف۔ دوسروں سے نیکی کرنا

ب۔ دوسروں کی اچھائیاں بیان کرنا

ج۔ سچائی اختیار کرنا

د۔ عدل وانصاف کا خیال رکھنا

۹۔ مؤمن بھائی پر تہمت باندھنے کا نتیجہ کیا ہوگا؟

الف۔ تہمت لگانے والے کا ایمان پگھل جائے گا۔

ب۔ تہمت لگانے والا واصل جہنم ہوگا۔

ج۔ تہمت لگانے والے کی عزت مٹی میں مل جائے گی۔

د۔ سبھی جوابات صحیح

۱۰۔ پروفیسر مطہری کے بقول ہم مسلمانوں میں پایا جانے والا ایک بڑا عیب کیا ہے؟

الف۔ ہمیشہ غیبت کرتے ہیں۔

ب۔ ہمیشہ الزام لگاتے رہتے ہیں۔

ج۔ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں۔

د۔ کوئی بھی جواب صحیح نہیں ہے

۱۱۔ کس فعل کو اخلاقی کہا جاتا ہے؟

الف۔ وہ فعل جو اندرونی رجحان کا نتیجہ ہو۔

ب۔ وہ فعل جس کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے نہیں ہے۔

ج۔ وہ فعل کہ جس کی انجام دہی کا مقصد اپنے مفاد کا حصول نہیں ہے۔

د۔ سبھی جوابات صحیح

۱۲۔ کیا ہر محبت اخلاق ہے؟

الف۔ نہیں

ب۔ ہر محبت قابل تعریف ہے۔

ج۔ محبت کی ایک قسم اخلاق ہے۔

د۔ کوئی بھی جواب صحیح نہیں

۱۳۔ کیا دائرہ اخلاق 'غیر دوستانہ' کے حدود سے بڑھ کر ہے؟

الف۔ غیر دوستانہ تک محدود ہے۔

ب۔ غیر دوستانہ تک محدود نہیں ہے۔

ج۔ جملہ مقدس افعال غیر دوستانہ نوعیت کے ہیں۔

د۔ کوئی بھی جواب صحیح نہیں

۱۴۔ کون سی محبت بہتر ہے؟

الف۔ انسانوں سے محبت

ب۔ جانداروں سے محبت

ج۔ انسانوں اور جانداروں سے محبت

د۔ جانداروں سے محبت کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔

۱۵۔ انسان کتنی محبت کے لائق ہیں؟

الف۔ جتنے ان کے اعمال صحیح ہیں۔

ب۔ جتنا ان میں تقویٰ ہے۔

ج۔ جتنی ان میں محبت کی اہلیت ہے۔

د۔ جتنی ان کے اندر انسانی قدریں ہیں۔

۱۶۔ انسانی عقل کے کتنے حصے ہیں؟

الف۔ دو

ب۔ تین

ج۔ چار

د۔ پانچ

۱۷۔ کس عقل کی مدد سے ضمیر تک پہونچاجا سکتا ہے؟

الف۔ عقل نظری

ب۔ عقل عملی

ج۔عقل عملی ونظری

د۔کوئی بھی جواب صحیح نہیں ہے۔

۱۸۔عالمی فلاسفرکس چیز کوعقل کا لازمہ مانتے ہیں؟

الف۔سعادت

ب۔کمال

ج۔عزت

د۔طاقت

۱۹۔درجہ ملکوت تک پہونچنے کا راستہ کیا ہے؟

الف۔سعادت

ب۔کمال

ج۔ایمان

د۔حقیقت

۲۰۔انسان کیونکر اپناباطن دیکھ سکتا ہے؟

الف۔ضمیر کی مدد سے

ب۔علم حضوری کی مدد سے

ج۔اخلاقی حس کے ذریعہ

د۔ سبھی جوابات صحیح

۲۱۔ دنیوی زندگی جیسے؟

الف۔ ایک انسان کی زندگی

ب۔ شکم مادر میں پل رہے بچہ کی زندگی

ج۔ اخروی زندگی

د۔ جوانی

۲۲۔ مصلحت آمیز جھوٹ سے مراد کیا ہے؟

الف۔ وہ جھوٹ جو اپنی خاصیت کھو بیٹھا ہے۔

ب۔ وہ جھوٹ کہ جس میں سچ کی خاصیت آ گئی ہے۔

ج۔ وہ جھوٹ کہ جس کے ذریعہ کسی کی جان بچ جائے۔

د۔ سبھی جوابات صحیح

۲۳۔ اسلامی فقہ مصلحت آمیز جھوٹ کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

الف۔ جب سچ فتنہ وفسادکا سبب ہو۔

ب۔ ماحول پرآشوب ہونے کا خطرہ ہو۔

ج۔ معاشرہ کی تباہی کا خطرہ ہو۔

د۔ سبھی جوابات صحیح

۲۴۔ حسن مطلق ہے یا نسبی؟

الف۔ خارج میں حسن کا کوئی وجود نہیں

ب۔ حسن ایک حقیقت ہے۔

ج۔ حسن عشق کی تخلیق ہے۔

د۔ سبھی جوابات صحیح

۲۵۔ خداپرست فطرت کا تقاضا کیا ہے؟

الف۔ خدا سے محبت کی بنا پر اس کی عبادت کی جائے۔

ب۔ خدا سے خوف کی بنا پر اس کی عبادت کی جائے۔

ج۔ جنت کی امید میں خدا کی عبادت کی جائے۔

د۔ سبھی جوابات صحیح